سائبان

سیّد شاکر القادری چشتی نظامی

سائبان

سید شاکر القادری چشتی نظامی

نام : سید ابرار حسین

قلمی نام : سیّد شاکر القادری چشتی نظامی

ولادت : یکم اگست ۱۹۶۰ء بمقام: اٹک شہر

تصانیف:

۱) برقِ بے تاب (ڈاکٹر غلام جیلانی برق کا کلام، جمع و تدوین)

۲) عکسِ رخِ یار (رباعیاتِ خیام کے منظوم اردو تراجم)

۳) تحریر الشہادتین (شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ کے رسالہ "سر الشہادتین" کی فارسی شرح از: مولانا سلامت اللہ کا اردو ترجمہ مع تدوین، تبویب، تخریج، حواشی اور مقدمہ)

۴) جوامع الکلم (چالیس احادیث نبویؐ کا منظوم اردو ترجمہ)

۵) کتاب نامہ (ڈاکٹر ارشد محمود ناشاد کی اردو مثنوی "کتاب نامہ" کا منظوم فارسی ترجمہ)

۶) چراغ (قومی سیرت ایوارڈ یافتہ مجموعہ نعت)

۷) سائبان (مجموعہ حمد و نعت و مناقب)

۸) نعت گویانِ اٹک (تذکرہ، غیر مطبوعہ)

سائبان

سید شاکر القادری چشتی نظامی

جھلستی دھوپ ہو، طوفانِ بادو باراں ہو
ہے میرے سر پہ ترے سائبان کا موسم

حمد و نعت و درود

سید شاکر القادری چشتی نظامی

اکادمی فروغِ نعت پاکستان

اٹک، خانیوال، گوجرانوالہ

سائبان

نام کتاب :	سائبان (مجموعہ حمد و نعت و درود)
شاعر :	سیّد شاکر القادری چشتی نظامی
اشاعت :	اول ۲۰۲۳ء
تعداد :	۵۰۰
قیمت :	۷۰۰ روپے
سرورق :	احمد علی بھٹہ، لاہور
تزئین :	شکیل طلعت، فیصل آباد
جلد ساز :	استاد وحید، لاہور
ناشر :	اکادمی فروغ نعت، اٹک ۔ پاکستان
طباعت :	القلم پبلی کیشنز اٹک، لاہور
رابطہ :	shakirulqadree@gmail.com
	فون: ۰۳۴۷۵۱۰۰۱۱۱

انتساب

والدینِ کریمین

کے نام

انھی پہ سایہ فگن ہو یہ سائبانِ ثنا
کہ جن کے دم سے رہی میری زندگی روشن

سائبان

سپاس گزاری:

- پروفیسر ڈاکٹر خورشید الحسن رضوی
- پروفیسر ڈاکٹر ارشد محمود ناشاد
- ڈاکٹر کاشف عرفان
- محترمہ سمیعہ ناز (لندن)
- محترمہ سائرہ حنان

محبتیں:

نادر وحید، سید اعجاز شاہ عاجز، صاحبزادہ نجم الامین عروس فاروقی،

سجاد حسین ساجد، محسن عباس ملک، فائق ترابی،

فوزیہ ابرار، سید محمدؐ فیضان الحسن گیلانی، سید محمدؐ ریحان الحسن گیلانی،

سید محمدؐ ابوذر گیلانی، سیدہ قرۃ العین گیلانی،

سید وجیہہ الحسن گیلانی، سید حاشر حسن گیلانی، سید عاطر حسن گیلانی۔

قطعۂ تاریخ اشاعت

کہاں یہ خاک کہاں آسمانِ نعتِ نبی
زہے نصیب کہ ہے نردبانِ نعتِ نبی

اندھیری قبر میں ہو روشنی نصیب اس کی
سجا کے لایا ہوں پھر شمع دانِ نعتِ نبی

ہوا ہے مصرعۂ تاریخ "مہر افزا" سے
ہے سر پہ میرے تنا سائبانِ نعتِ نبی

۱۶۹۹ + ۳۲۴ = ۲۰۲۳ء

مادۂ تاریخ سالِ ہجری

ہمیشہ سایہ فگن سائبانِ نعت رہے

۱۴۴۵ھ

قطعہ تاریخ اشاعت

از صاحبزادہ محمدؐ نجم الامین عروس فاروقی۔ مونیاں شریف، گجرات

"سائبانِ حیات بخش"

___۱۴۴۵ھ___

حاملِ عشق و محبت سائباں
موجبِ صد خیر و برکت سائباں

سر بسر لطف و عنایت سائبان	باعثِ الطاف و رحمت سائبان
حضرتِ شاکر کا فخر و افتخار	حضرتِ شاکر کی دولت سائبان
ایک شاعر کا کلامِ دل نواز	ایک سیّد کی کرامت سائبان
لائقِ تعریف و توصیف و ثنا	سیّدِ خوباں کی مدحت سائبان
دیکھنے میں محو ہیں اہلِ نظر	ہے نفاست ہی نفاست سائبان
انتہائی دیدہ زیب و دلفریب	انتہائی خوب صورت سائبان
یا خدا پل پل رہے سایہ فگن	بر سرِ اربابِ الفت سائبان
عشقِ احمد کا حسین اظہار یہ	حسنِ نیت سے عبارت سائبان (۱)

عیسوی تاریخ کہیے اے عروس
"باغِ لالہ زارِ برکت سائبان"

۲۰۲۳ء

(۱) اس مصرع سے ہجری تاریخ (۱۴۴۵ھ) برآمد ہوتی ہے

فہرست

قصائد

منظومات

مناقب

مقدمہ

[ا]

جدید اردو نعت اب کھلی فضا میں سانس لینے لگی ہے۔احساس و خیال اور جذب و شوق کی بوقلموں اور ہمہ رنگ کیفیات نے اس کے قالب کو سرشاری اور تاب ناکی کا ایسا جوہر عطا کر دیا ہے جو اس سے قبل اسے میسّر نہ تھا۔اس اجمال کی تفصیل میں جانے کا یہ محل نہیں تاہم اردو نعت کے طویل سفر کی ایک جھلک دکھائے بغیر موجودہ اردو نعت کے کھلی فضا میں سانس لینے کا تصور پوری معنویت کے ساتھ اجاگر نہیں ہو سکتا۔حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذاتِ مقدسہ وجہِ وجودِ کائنات اور باعثِ تکوینِ عوالم ہے۔آپ کا ذکر ازل سے ابد تک پھیلا ہوا ہے اور روحِ کائنات میں آپ کے وجود کی خوشبو بسی ہوئی ہے۔انسان اپنے تمام تر فہم و ادراک کے باوجود حقیقتِ محمدّیہ کو سمجھنے اور جاننے سے قاصر ہے اور اپنی تمام تر عقیدت و احترام کے باوصف اس ذاتِ والا صفات کی تعریف و توصیف کا حق ادا کرنے

سے عاجز۔ خالقِ ارض وسما نے جس کے ذکر کو خود بلند کیا، اس میں مخلوقِ خدا کیا اضافہ کر سکتی ہے؟ پس تعریف و توصیفِ رسول ﷺ حیطۂ فہم وادراکِ انسانی سے ورا ہے اور ہر انسان اپنی اس نارسائی سے خوب واقف ہے۔ اس کے باوجود توصیف و تعریفِ رسول ﷺ کا سفر کہیں رکا نہیں۔ عقیدت و مؤدت کی فضا نت نئے قالبوں میں ڈھل کر ذہن و دل اور فکر و نظر کو مسحور اور مستنیر کرتی رہی ہے۔ توصیفِ رسول ﷺ کا حامل شعری اظہار عربی اور فارسی جیسی توانا اور ثروت مند زبانوں میں اپنی نمود کرتا رہا اور تعریف و توصیف کی رسمی حدود سے نکل کر ذات و صفات کی تجلیات اور حقیقتِ محمدیہ کے انوار سے منشعب ہوا۔ اردو ادب کا ابتدائی منظر نامہ اگرچہ نعت رسول ﷺ کی روشنی سے جگ مگ جگ مگ کرتا دکھائی دیتا ہے مگر یہ نعتیہ سرمایہ تعریف و توصیف کی رسمی حدود سے باہر نہ نکل سکا۔ شعرا نے میلاد ناموں، معراج ناموں، شمائل ناموں، نور ناموں، معجزات ناموں، وفات ناموں اور اس نوع کے دوسرے شعری قالبوں میں عقیدت و مؤدت کا متواتر اظہار کیا اور سیرتِ رسول ﷺ کی مختلف روایات کو نظم کرنے کی کوشش کی مگر ان کوششوں کے نتیجے میں سامنے آنے والی تخلیقات محبت و احترام اور عقیدت و مؤدت کے باوجود ادبی اور شعری مزاج سے بے گانہ رہیں۔ تاریخ اور سیرت کی کتابوں میں موجود روایات اور واقعات کو کمی بیشی یا قدرے مبالغے کے ساتھ بیان کر دینا شعرا کا وظیفہ رہا۔ ان تخلیقات میں متخیلہ کے پر بندھے رہے اور فنی شعور کی ہنر آزمائی محض قافیے ردیف کے التزام اور اہتمام میں مصروف رہی۔

مابعد زمانوں میں بھی خیر و برکت اور شرف و سعادت کے حصول کے لیے نعت لکھی

جاتی رہی اور بلا لحاظِ مذہب و عقیدہ سب شعرا نے اپنے دیوان کے آغاز میں حمد کے ساتھ اسے جگہ دی مگر اس سب کچھ کے باوجود اسے صنفی احترام اور ادبی حیثیت حاصل نہ ہوئی۔اس کی واحد وجہ غالباً یہی ہے کہ شعرا نے اسے صنفی تقاضے اور ادبی ضرورت کے تحت تخلیق نہیں کیا۔یوں یہ عقیدت نامہ، تخلیق پارے یا ادب پارے کے مقام تک رسائی حاصل نہ کر سکا۔ یہاں تک کہ نعتیہ قصائد کا رنگ اپنے دامن کے پھیلاؤ کے باوجود عقیدت و احترام کی اسی چار دیواری میں قید رہا۔سودا، مومن اور غالب کے نعتیہ قصائد میں متخیلہ کہیں کہیں اڑان بھرنے لگا اور فنی شعور کی معجز نمائی اپنا رنگ دکھانے لگی مگر اس کی کامل صورت ہمیں محسن کاکوروی سے قبل کہیں دکھائی نہیں دیتی۔

محسن کاکوروی نے اپنا سارا سرمایۂ سخن، شعری ذوق اور فنی شعور نعت کی تخلیق میں صرف کیا اور اپنے آپ کو نعت سرائی کے لیے وقف کر کے اس صنف کے دائرے کو یک لخت اس قدر وسیع کر دیا کہ نعت دوسری شعری اصناف کے ساتھ کھڑی ہونے کے نہ صرف قابل ہوئی بلکہ اپنے بعض امتیازات سے ان سب میں سر بلند بھی دکھائی دی۔ان کے معاصر شعرا میں مولانا احمد رضا بریلوی، امیر مینائی اور حسن بریلوی جیسے اکابر مطلعِ ادب پر نمودار ہوئے اور نعت کے دامن کو نئی سرشاری سے ہم کنار کیا۔عقیدت کے رنگ اور مؤدت کی خوشبو فن کے ساتھ ہم آہنگ ہو کر جب نعت کے قالب میں اتری تو اس صنف کا چہرہ چمکنے لگا۔نعت کے اس سارے سفر میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بشری خصوصیات کے واضح اظہار کے باوجود آپ کی ذاتِ مقدسہ کے ماورائی، روحانی اور نورانی پہلو انسانی ادراک کی نارسائی کے باوجود شعرا کے پیشِ نگاہ رہے اور "بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر" کی معنویت

ہمیشہ نعت گو شعرا کے ایمان اور اعتقاد کا حصّہ رہی۔ ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی میں ایسٹ انڈیا کمپنی کی کامیابی کے بعد مسلمانانِ ہند کو جس اذیت اور تکلیف سے گزرنا پڑا، وہ امتِ مسلمہ کی تاریخ کا نہایت دردناک باب ہے۔ یہاں عیسائی مشنری اور استعماری گماشتے قریہ قریہ گھوم کر اسلام کی حقانیت اور رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ مبارکہ کے خلاف زہر افشانی کر رہے تھے اور سادہ لوح مسلمانوں کے دلوں میں شکوک و شبہات کے بیج بو کر ان کے اعتقاد کی عمارت میں دراڑیں ڈال رہے تھے۔ مسلمانوں کے تمام مذہبی، تہذیبی، سماجی، ادبی اور علمی ادارے غیر فعال ہو کر رہ گئے اور انگریزوں کی ہم نوائی اور ہم رکابی کے خواہاں کئی مسلمان آگے بڑھے اور ان کے تصورات اور خیالات کی جگالی کرنے لگے۔

اس صورتِ حال میں عوام الناس کے ذہنوں میں یہ بات بٹھانے کا تسلسل کے ساتھ جتن کیا گیا کہ مذہب انسان کا ذاتی اور نجی معاملہ ہے اور اس کا معاشرے کی تعمیر و ترقی اور سمت نمائی میں کوئی خاص عمل دخل نہیں ہوتا۔ اسلام کو محض چند عبادات کا مجموعہ قرار دے کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذاتِ بابرکات کو محض ایک مخلص و ہمدرد سماجی مصلح کے طور پر پیش کیا گیا۔ رسول کے اس تصور کے پھلنے پھولنے میں ان خیالات و نظریات اور عقاید نے بھی اپنا کردار ادا کیا جن کے مطابق نعوذ باللہ رسولِ اکرم ﷺ ہماری طرح ایک عام انسان تھے، زیادہ سے زیادہ ان کی حیثیت ایک بڑے بھائی کی سی ہے اور نماز میں ان کا خیال آ جانے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ امتِ مسلمہ کی تاریخ ایک عجیب موڑ پر آ کھڑی ہوئی، جہاں عوام الناس تو ایک طرف بڑے بڑے اکابر اور نام نہاد علما، شعرا، صلحا اور امتِ محمدیہ کے بہی خواہ حقیقتِ محمدیہ سے بے گانہ اور منصبِ رسالت کو محض معاشرے کی اصلاح

کا ایک ذریعہ خیال کرتے نظر آتے ہیں۔مولانا الطاف حسین حالی، جنھیں جدید اردو نعت کا بنیاد گزار تسلیم کیا گیا ہے،اپنے تمام تر اخلاص اور دردمندی کے باوجود رسول کے اسی تصور کے نقیب اور حامی دکھائی دیتے ہیں جسے اہلِ مغرب رواج دے رہے تھے۔حالیؔ، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اوصاف و کمالات کا ذکر کرتے اور ان کی ہمہ جہتی اصلاحی کوششوں کا تعارف کراتے کراتے خود حضور علیہ السلام کی زبان سے ان کی عاجزی اور بے چارگی کا اعتراف یوں کراتے ہیں:

نہیں بندہ ہونے میں کچھ مجھ سے کم تم
کہ بے چارگی میں برابر ہیں ھم تم
مجھے دی ہے حق نے بس اتنی بزرگی
کہ بندہ بھی ہوں اس کا اور ایلچی بھی

رسولؐ کا یہ تصور مغربی تعلیمات کا نتیجہ تھا اور اس نے لوگوں کے ذہن و فکر پر اس قدر غلبہ پالیا تھا کہ وہ امتِ مسلمہ کے صدیوں پر محیط تصورِ رسول کی ہمہ گیریت اور جامعیت سے یک لخت بے گانہ ہو گئے اور قرآن وحدیث سے واقفیت کے باوجود انھوں نے عظمت ورفعتِ رسول کا وہ درس بھلا دیا، جسے صدیوں سے سوادِ اعظم میں درجۂ اعتبار حاصل تھا۔حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بشر ہونا ایک مسلمہ حقیقت ہے مگر انھیں ایک عام بشر کی مانند خیال کرنا خام خیالی اور گم راہی کے سوا کچھ بھی نہیں۔کیا ایک عام بشر: وَرَفَعۡنَا لَكَ ذِكۡرَكَ کا مصداق ہے؟ کیا ایک عام بشر کو: اِنَّآ اَعۡطَيۡنٰكَ الۡكَوۡثَرَ ...... اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الۡاَبۡتَرُ کی خوش خبری اور انعام کی نوید سنائی گئی ہے؟ کیا ایک عام بشر کے

لیے ایمان والوں کو: یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ کا حکم دے کر حد میں رہنے کی تاکید اور ہدایت کی گئی ہے؟ کیا ایک عام بشر: وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی O اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی اور قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِیْنٌ کے منصب پر فائز ہو سکتا ہے؟ کیا ایک عام بشر کو "تمام جہانوں کے لیے رحمت" قرار دیا جا سکتا ہے؟ کیا ایک عام بشر کی اطاعت اللہ کی اطاعت کے برابر ہے؟ کیا ایک عام بشر کے لیے آسمانوں کے دروازے کھلے ہیں اور ان کی بشریت کی رسائی مکاں سے لامکاں تک ہے؟

ع بسوخت عقل ز حیرت کہ ایں چہ بوالعجبی است

ان حالات میں اردو نعت دو واضح دھڑوں یا گروہوں میں منقسم دکھائی دیتی ہے۔ ایک گروہ خیر و برکت اور فوز و سعادت کے لیے نعت کی تخلیق میں مصروف ہے اور رسمی اور روایتی رنگِ نعت سے مکمل طور پر جڑا ہوا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے شمائل و معجزات اور عادات و خصائل کا سادہ بیان اس کی نعت کا موضوعاتی ورثہ ہے۔

دوسرا گروہ جدید اور مغرب کے عطا کردہ تصورِ رسول کی روشنی میں حضور علیہ الصلوٰۃ کی بشریت، آپ کے انسانی اوصاف اور آپ کی معاشرتی اصلاحی کوششوں کو نعت کے قالب میں ڈھالنے میں مصروفِ عمل ہے۔ اس گروہ کی تخلیقات میں حقیقتِ محمدیہ ؐ کے انوار و تجلیات، آپ کے روحانی مقام و مرتبے اور قرب الی اللہ کا تذکرہ موجود نہیں اور اگر کہیں آیا ہے تو بشریت کے بوجھ تلے دبا ہوا ہے۔ ان کے ہاں عشق کے بجائے عقل

بہ طور قوتِ محرکہ نمود کرتی ہے۔ عقل کی رسائی چوں کہ سامنے کے منظر کی اسیر ہوتی ہے اور پس منظر اور منظر کے بطون میں جھانکنا اس کا مقسوم نہیں، اس لیے پس منظر کی بسیط و عریض دنیا کی نفی اور باطن کی بھید بھری پراسرایت کا انکار کرتی ہے۔ متخیلہ جہاں عقل کی رہنمائی میں اپنا سفر کرے وہاں وجدانی لمحوں کی رعنائی کس طرح اظہار کے رنگ اوڑھ سکتی ہے؟ بعد کے اکثر و بیش تر ناقدینِ نعت نے اسی ثانی الذکر گروہ کے شعرا کی نعتیہ تخلیقات کو جدید نعت کے نام سے موسوم کیا اور مولانا الطاف حسین حالیؔ کو "مسدسِ مدوجزرِ اسلام" میں شامل نعتیہ اشعار کے باعث اس گروہ کے سرخیل کی حیثیت عطا کی۔ میری طالب علمانہ رائے میں "مسدسِ حالی" میں شامل ان نعتیہ اشعار کو جدید اردو نعت کا نقطۂ آغاز قرار دینا کسی طرح درست نہیں۔ یہ بات درست ہے کہ مولانا حالیؔ کے ان اشعار نے نعت کو اس کے روایتی رنگ سے ہٹا کر اسے سیرت کے مضامین اور آپ کے اصلاحی کارناموں سے جوڑ دیا مگر اس نعتیہ ادب میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذاتِ گرامی کا محض بشری پہلو سامنے آتا ہے۔ یہ نعتیہ سرمایہ اسی زاویۂ نگاہ کا ترجمان ہے، جسے مغرب کی پشت پناہی حاصل رہی۔

رسول کے مغربی تصور نے بلاشبہ امتِ محمدؐیہ میں افتراق اور شکوک و شبہات کی فضا خلق کی اور ان کی وحدت کو پارہ پارہ کر کے انھیں ایک دوسرے کے خلاف صف آرا کر دیا۔ اس عہد کے نعتیہ ادب میں بھی ان تصورات کی گونج واضح طور پر سنائی دینے لگی مگر سچ کی روشنی آشکار ہو کے رہی اور بہت جلد "عبد دیگر عبدہ چیزی دِگر" کی معنویت سے شعر و ادب کی فضا مہکنے لگی۔ نعت میں وہی تصورِ رسول پھر سے اپنی بہار دکھانے لگا

جسے کچھ دیر کے لیے استعمار اور ان کے گماشتوں نے مسموم کرنے کی کوشش کی تھی۔ اب عقیدت و احترام کے رنگوں میں عقیدے اور عشق کے گہرے رنگ بھی شامل ہو گئے اور نعت حقیقتِ محمدؐیہ کے انوار سے منشعب ہوئی۔ میری ناقص رائے میں جدید اردو نعت کا نقطۂ آغاز علامہ محمدؒ اقبال کی نعت کو قرار دیا جانا چاہیے، جو رسول کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذاتِ بابرکات کے کامل و اکمل تصور کی ترجمان ہے اور جس میں عشق اور عقیدے کی عرفانی فضا رچی بسی دکھائی دیتی ہے:

لوح بھی تو قلم بھی تو، تیرا وجود الکتاب
گنبدِ آبگینہ رنگ، تیرے محیط میں حباب
عالمِ آب وخاک میں تیرے ظہور سے فروغ
ذرۂ ریگ کو دیا تو نے طلوعِ آفتاب
شوکتِ سنجر و سلیم تیرے جلال کی نمود
فقرِ جنید و بایزید تیرا جمالِ بے نقاب
شوق ترا اگر نہ ہو میری نماز کا امام
میرا قیام بھی حجاب، میرا سجود بھی حجاب
تیری نگاہِ ناز سے دونوں مراد پا گئے
عقل غیاب و جستجو، عشق حضور و اضطراب

بدلے ہوئے حالات میں نعت یک لخت عقیدت و احترام اور مؤدت و ارادت کی

رسمی حدود سے باہر نکل آئی اور جذب و احساس کی فراوانی اور عقیدے کی تابانی کے ساتھ تخلیق اور ادب کی اقلیم میں داخل ہوئی۔اس کے موضوعات کا دائرہ کشادہ ہوا،اس کی لفظیات اور ہیئتی پیکر وسعت سے ہم کنار ہوئے اور اظہار و بیان کے نئے قرینے اور اسالیب کا تنوع اس کی ادبی اور صنفی حیثیت کے استحکام کا باعث ٹھہرا۔اقبال کے ہمہ گیر اثرات نے دوسری ادبی اصناف کی طرح نعت کو بھی نئے امکانات کی بشارت دی۔ان امکانات کو نعت کی حریم میں اتار لانے والوں میں بیسویں صدی کے عالی دماغ اور روشن فکر شاعروں نے اپنا اپنا حصّہ ڈالا۔نعتیہ ادب کی ثروت میں اضافہ کرنے والے شعرا میں ظفر علی خاں، حفیظ جالندھری، بیدم وارثی،شورش کاشمیری، ماہر القادری، حافظ مظہر الدین، عبدالعزیز خالد، حافظ افضل فقیر، اعظم چشتی، حفیظ تائب،اقبال عظیم، احمد ندیم قاسمی، مظفر وارثی،عارف عبدالمتین، ریاض مجید، اختر ہوشیار پوری،امین راحت چغتائی، نذر صابری، افتخار عارف،احسان اکبر، توصیف تبسم اور دوسرے بہت سے شعرا شامل ہیں۔نعت گو شعرا کے تخلیقی وفور اور ادبی شعور نے نعت کو بلاشبہ ایک تہذیبی صنف کے مقام تک پہنچا دیا ہے۔اب اسے عقیدت کا رسمی اظہار یہ جان کر اس کے بھرپور تخلیقی وجود سے صرفِ نظر کرنا ممکن نہیں رہا۔

[۲]

جدید اردو نعت کے قافلہ سالاروں میں سیّد شاکر القادری کا نام شامل ہے۔ان کا شعری و ادبی سفر چالیس سال سے زیادہ عرصے پر پھیلا ہوا ہے۔نعت کے ساتھ ان کی وابستگی کا زمانہ بھی کم و بیش اتنا ہی بنتا ہے۔گھر کے عرفانی ماحول، حافظ محمدؒ مسکین کی صحبت نشینی، نذر صابری جیسے عاشقِ رسول ﷺ کی شاگردی، محفلِ شعر و ادب کی نعتیہ محافل میں مسلسل شرکت اور

مطالعۂ قرآن و سیرت نے نعت کے ساتھ ان کی وابستگی کو استحکام بخشا اور وہ رفتہ رفتہ شعر وادب کی دوسری اصناف سے کنارہ گیر ہوتے چلے گئے اور صحیح معنوں میں تخلیقِ نعت اور فروغِ نعت کو انھوں نے اپنی زندگی کا مقصد بنالیا۔ انھوں نے فروغِ نعت اکادمی، اٹک کے نام سے ایک ادارے کی داغ بیل ڈالی اور "فروغِ نعت" کے عنوان ہی سے ایک سہ ماہی نعتیہ مجلے کا اجرا کیا۔ نعت کی اس خوش رنگ اور معطر فضا میں ان کی صلاحیتوں کو نکھرنے اور سنورنے کا موقع ملا اور وہ قدیم و جدید نعت کی روایتوں سے پوری طرح آگاہ ہوئے۔ نعت کے قدیم و جدید اسالیب بیاں، موضوعات، مختلف ہیئتوں اور قالبوں میں تخلیق ہونے والے نعتیہ ادب سے ان کی گہری آشنائی کا اندازہ ان کی ادارت میں شائع ہونے والے مجلے "فروغِ نعت" کے مختلف شماروں سے لگایا جاسکتا ہے۔ اس نعت پرور ماحول میں روز و شب بسر کرنے کا اثر ان کی تخلیقی کارگزاری میں بھی جلوہ گری کرنے لگا ہے۔ ان کا نعتیہ سرمایہ موضوعاتی، اسالیبی اور تکنیکی اعتبار سے نئے رنگوں کا آئینہ دار ہے۔ ۲۰۱۶ء میں ان کا پہلا نعتیہ مجموعہ "چراغ" منظرِ ادب پر طلوع ہوا، اپنے مندرجات کی تازگی، اسلوب کی سحر کاری اور عشقِ رسول ﷺ کی سرشاری کے باعث وابستگانِ نعت میں اسے عزت و پذیرائی حاصل ہوئی اور اپنے شعری اوصاف کے باعث یہ مجموعہ قومی نعت ایوارڈ کا حامل قرار پایا۔ عشق اور عقیدے کے اظہاریے کو داد و تحسین اور قبولِ عام کی سند نے مزید نکھار بخشا اور شاکر صاحب کے رنگِ کلام میں نئے فکری اور فنی زاویے لَو دینے لگے۔ ان کے زیرِ نگاہ تازہ نعتیہ مجموعے "سائبان" کے مندرجات کی درخشانی میری رائے کی یقیناً تائید کرے گی اور وابستگانِ نعت ان کے فکر و فن کے ارتقائی رنگ کو واضح طور پر محسوس کریں گے۔

سیّد شاکرُالقادری چشتی نظامی کی نعت کا سب سے نمایاں وصف جمالیاتی رنگ و آہنگ ہے۔ یہ جمالیاتی رنگ و آہنگ متن پر ہی نہیں بل کہ تکنیک اور فن پر بھی برابر سایہ فگن ہے۔ تخلیق: لوازمے اور لوازمے کی ترسیل کے ربطِ باہم سے وجود میں آتی ہے۔ بعض فن پارے اپنے متن کے حوالے سے بہت قدر و قیمت کے حامل ہوتے ہیں تاہم ان کی پیش کش میں وہ جاذبیت اور رعنائی نہیں ہوتی، جو اسے بڑا تخلیقی درجہ عطا کر سکے۔ اسی طرح بعض تخلیق پاروں میں پیش کیا گیا خیال اپنے عمومی رنگ یا نامیاتی جوہر سے محرومی کے باعث دامن کشِ دل نہیں ہوتا مگر تخلیق کار کا فنی شعور اور اس کی صناعی اور ہنرمندی ترسیل کا وہ انداز انتخاب کرتی ہے کہ تخلیق پارے میں تحرک اور سرشاری پیدا ہو جاتی ہے اور اسے قبولِ عام کا درجہ مل جاتا ہے۔ بڑا تخلیق کار عرصۂ تخلیق میں خیال کی تجسیم اور اس کے اظہاری قالب کی تشکیل کے جملہ پہلوؤں پر نگاہ رکھتا ہے۔ یہ عمل صحیح معنوں میں اس کی تخلیقی صلاحیت اور ہنرمندی کا امتحان ہوتا ہے اور اسی سے اس کی تخلیق کی قدر و قیمت کا تعین ہوتا ہے۔ خیال کے لیے مناسب سانچے کی تلاش ہو یا مؤثر لفظیات کا انتخاب، ردیف قافیے کا چناؤ ہو یا وزن و بحر کا استعمال جمالیاتی بصیرت کے بغیر ممکن نہیں۔ صناعی اور ہنرمندی کے تمام رنگ اسی جمالیاتی بصیرت سے نمو یاب ہو کر کارگاہِ سخن میں اپنے ہونے کی گواہی دیتے ہیں۔ تشبیہ، استعارہ، محاورہ، صنائع اور دوسرے آرائشی عناصر بلاشبہ تخلیق کے زیور ہیں مگر جمالیاتی بصیرت کے بغیر یہی آرائشی اور زیبائشی عناصر تخلیق کے حسن کو گہنا دیتے ہیں اور ان کی گراں باری تخلیقی عمل کو اکارت کر دیتی ہے۔ سیّد شاکر القادری کی طویل شعری ریاضت، غزل اور دوسری اصنافِ شعر سے ان کی گہری آشنائی اور جمالیاتی بصیرت نے

ان کے نعتیہ اظہار کو لطافت اور تازگی کی نئی صورتیں عطا کی ہیں۔ "سائبان" میں خیال کی تراش خراش سے آغاز ہونے والا تخلیقی سفر لفظیات، مرکبات، تشبیہات، استعارات، بحر، وزن، قافیہ، ردیف، آہنگ اور دوسری منزلوں میں جن جمالیاتی رنگوں کے ہمرکاب رہتا ہے وہ شاعر کے طویل تخلیقی سفر اور گہرے جمالیاتی شعور کی واضح نشان دہی کرتا ہے۔ نعت کی مقدس حریم میں خیال و ہنر کی بوقلمونی اور ہمہ رنگی ایسے منظر خلق کرتی ہے جو دل و نگاہ کو کیفِ دوام سے لذت گیر کرتے ہیں۔ خیال و فکر کی گہرائی عقیدت اور ارادت کی سچائی سے مملو ہو کر جب صنعت و ہنر کے جمالیاتی منطقے سے گزرتی ہے تو اس تخلیق کا رنگ و آہنگ میں ڈوبا ہوا ماحول ہر کسی کو اپنی طرف راغب کرتا ہے۔ فکر و فن پر جمالیات کی سایہ افگنی کے باعث اس نوع کے شعر وجود میں آتے ہیں:

جو تیرے رخ کی تجلی سے عکس گیر ہوا
وہ آئنہ کفِ دستِ سحر میں رکھا ہے

جھلستی دھوپ کا صحرا، خنک مزاج ہوا
جو میرے سر پہ تری رحمتوں کے سائے ہوئے

تجھ سے ہی معطر ہے ضمیرِ گلِ تازہ
تجھ سے ہی منور مہ و اختر، مرے سرورؐ

ترے خیال کو محراب کر لیا میں نے
ترا خیال نہ ہو تو عبادتیں کیسی؟

مکانِ دل میں ہوئے نعت کے دیے روشن
کھلا حریمِ تمنّا کا در نگاہوں میں

عالمِ خواب میں اتر، شہرِ خیال سے گزر
میری حریمِ دل بھی ہو کاش کہ راستہ ترا

دھندلا رہا ہے میرے تشخص کا آئینہ
تحلیل ہو رہے ہیں مرے خال و خد، مدد!

"سائبان" کی سطر سطر اسی جمالیاتی وفور کی آئینہ دار ہے اور شاعر کی فکری و فنی گرفت قاری کو اپنی گرفت سے باہر نہیں جانے دیتی۔ استعاروں، علامتوں، تشبیہوں اور زیبائشی عناصر کے معجز کارانہ استعمال نے حسنِ معنیٰ کی چکا چوند اور آب و تاب میں اضافہ کر کے اس تخلیقی عمل کی ثروت میں اضافہ کر دیا ہے۔ مصرعوں کی تراش خراش، داخلی قافیوں کی جھنکار، لفظوں کی تکرار اور حرفوں کے زیر و بم میں صوتی سحر انگیزی اور وجدانی سرشاری نعت کی مقدس اور پاکیزہ فضا کو دل کشی کے نئے زاویے عطا کرتی ہے۔ خیال و ہنر کا یہ آبشار روح کی سرشاری اور باطن کی طمانیت کا عنوان بن جاتا ہے۔

جدید اردو نعت صحیح معنوں میں تہذیبی صنف کا درجہ اختیار کر چکی ہے۔ اب اس کا موضوعاتی دائرہ اس قدر وسیع ہو گیا ہے کہ حیرت ہوتی ہے۔ فرد کے ذاتی اور نجی معاملات، عقاید، خیالات، خواہشات، جذبات، نفسیاتی مسائل اور روحانی الجھنیں ہوں یا اجتماعیت اور معاشرے کی صورتِ حال، سب کا تذکرہ نعت میں ہونے لگا ہے۔ امتِ مسلمہ کی زبوں

حالی، درماندگی اور بے چارگی کے خوں رنگ مناظر اور ان سے نجات کی آرزو کے اظہاریے نعت کے موضوعات میں شامل ہو چکے ہیں۔فرد اور معاشرے کے درد و آلام اور پریشاں حالی کی تصویریں اور بارگاہِ بے کس پناہ میں فریاد، التجا، اعانت اور استمداد کے رنگ نعت کے فکری نظام کا حصّہ بن گئے ہیں۔حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معجزات، عادات وخصائل، حلیہ و شمائل اور واقعاتِ سیرت کو شاعروں اور نثر نگاروں نے بلاشبہ لاکھوں بار نئے نئے اسالیب اور رنگوں سے پیش کیا ہے مگر ان کی تازگی اور دل پذیری میں کوئی کمی واقع نہیں ہوئی، یہی وجہ ہے کہ جدید اردو نعت بھی ان کی روشنی سے تاب ناک دکھائی دیتی ہے۔محبتِ رسول ﷺ اور عشقِ رسول ﷺ کی سرشاری اس تکرار کو کہنگی کے اثرات سے محفوظ رکھتی ہے۔

سیّد شاکرُالقادری چشتی نظامی کی نعت میں موضوعات کا یہ تنوع نئے زاویوں کے ساتھ اپنی بہار دکھاتا ہے۔ان کی فکر کی تازگی، عقیدے کی رعنائی اور جمالیاتی آگہی نے ان مضامین و موضوعات کے ساتھ ایک نیا معنوی احساس خلق کیا ہے:

عارض و لب، تبسم و گفتار
روشنی، رنگ، آب جو، خوشبو

معطر آپ کے دم سے ثقافتِ عالم
معاشرت بھی، معیشت بھی استوار، حضور!

مدد مدد! کہ زبوں حال ہے تری امت
ہے کفر درپئے آزار ، سیّدِ ابرار!

عالمِ ہست و بود میں عکس ترے بکھر گئے
صبحِ ازل سنور گئی، دیکھ کے آئنہ ترا

ترے خیال سے رنگِ عبودیت نکھرا
ترے خیال کو محراب ہم کیے ہوئے ہیں

حضور علیہ الصلوٰۃ کی محبت ایمان کا اساسی اور بنیادی جزو ہے اور نعت گو شعرا کے لیے اسے بنیادی توانائی کی حیثیت حاصل ہے۔ یہ صنفِ سخن محض ہنروری اور فنی آگاہی سے وجود میں نہیں آتی بلکہ اس کی تعمیر و تشکیل اور تخلیق میں عشقِ رسول ﷺ کی خوشبو اور محبتِ رسول ﷺ کے رنگ گندھے ہوتے ہیں۔

شاکر القادری کی نعتوں میں عقیدت و مؤدت کی رعنائی، محبت کی وارفتگی اور عشقِ رسول ﷺ کی سرشاری اپنا جادو جگاتی ہے۔ ان کا جذب واحساس کیف و مستی کی نئی بستیاں آباد کرتا ہے مگر احتیاط اور حزم کا دامن کہیں بھی ہاتھ سے نہیں چھوٹتا۔ انھیں بارگاہِ بے کس پناہ کے آداب واحترام کا پورا عرفان ہے اور وہ "ادب گاہیست زیرِ آسماں از عرش نازک تر" کی معنویت سے پوری طرح واقف ہیں۔ اس ذاتِ بے ہمتا سے غیر معمولی وابستگی کے باعث ان کی نعتوں میں حضوری کی لذت اور سپردگی کا رنگ دیدنی ہے۔ بے کسی اور بے بسی کی فضا میں رسولِ خدا ﷺ کی یاد ان کے لیے حرفِ تسلی ہی نہیں

تسکینِ قلب کا باعث اور دارو بنتی ہے۔ زندگی کے کڑے امتحانوں اور درد و آلام کی روح فرسا حالتوں میں بھی اس ذاتِ گرامی سے وابستگی انھیں ٹوٹنے اور بکھرنے سے بچاتی ہے اور نامساعد اور مشکل حالات میں بھی وہ رسولِ رحمت ﷺ پر اپنے کامل یقین کے باعث سرخرو ٹھہرتے ہیں۔ ستم گروں کی یلغار ہو کہ غم کا ہجوم، کنجِ قفس ہو یا غمِ تنہائی تصورِ رسول ﷺ اور یادِ رسول ﷺ کے گھنیرے سائے ان پر سایہ فگن رہتے ہیں اور نرغۂ غنیم اور عفریتِ دہشت میں گھرا ان کا وجود ثابت و سالم رہتا ہے۔ حالات کی کرب ناکی ان کے یقین اور عقیدے کو مزید مستحکم کرنے کا ذریعہ بن جاتی ہے۔ خود کلامی اور زیرِ لب دعا سے آغاز ہونے والا کلام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ مکالمے کی بلند ترین منزل تک پہنچ کر سپردگی کا اظہاریہ بن جاتا ہے۔

سیّد شاکر القادری کی نعتوں میں فریاد کی لَے اور استمداد کی کیف ناکی سوز و گداز کے رنگوں کو گہرا کر دیتی ہے، اس نوع کے چند شعر دیکھیے:

ستم گروں کی ہے یلغار، سیّدِ ابرار!
اے میرے مونس و غم خوار، سیّد ابرار!
کرم کرم کہ دلِ ناتواں میں تاب نہیں
ہجومِ غم کی ہے یلغار سید ابرار!

اماں اماں کہ یہ عفریتِ دہشت و وحشت
اجاڑ دے گا چمن زار، سید ابرار!

میں نرغۂ غنیم میں زخموں سے چور ہوں
حاصل کوئی کمک نہ بہم ہے رسد، مدد

رات ہے کنجِ قفس ہے، غمِ تنہائی ہے
دستگیری کو تری یاد چلی آئی ہے

اندھیری رات یہ کنجِ قفس یہ سناٹا
چراغِ طاقِ حرم! مجھ پہ کر کرم اپنا

اے باعثِ اسبابِ دو عالم ترے قرباں
اک بے سببی، بے سببی، بے سببی ہے

صورت کوئی نہ عرضِ تمنّا کی تھی مگر
رکھا ہے آنسوؤں نے بھرم، سرخرو ہوا

خدا کا شکر ترے اسم کے حصار میں ہوں
وگرنہ چاروں طرف آتشیں شرارے ہیں

خوش رنگ اور دل کش نعتوں کا یہ مجموعہ بلاشبہ اردو نعت کے سرمائے میں ایک اہم اور قابلِ ذکر اضافہ ہے۔ عقیدے کی سرشاری اور عشقِ رسول کی سرمستی میں ڈوبا ہوا

یہ پاکیزہ کلام اپنے موضوعاتی پھیلاؤ، فنی رکھ رکھاؤ اور تکنیکی بھید بھاؤ کے باعث بھی جاذبِ نگاہ و دل ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اس مجموعے کی فکری اور فنی شادابی نعت کے صنفی تشخص میں اضافے کا موجب ٹھہرے گی اور نعت کے سنجیدہ اور معتبر حلقوں میں اسے درجۂ قبول و اعتبار حاصل ہو گا۔ ان شاء اللہ

ارشد محمود ناشادؔ

(اسلام آباد)

۞

الٰہی صوت و صدا میں ہیں زمزمے تیرے
حروف و لفظ میں احساس کے دیے تیرے

تو بے نشاں ہے بظاہر مگر ہر اک شے میں
ترے نشان ہیں موجود، ہیں پتے تیرے

شفق ہو، قوسِ قزح ہو کہ موجۂ گل ہو
تمام عکس ہیں تیرے، سب آئینے تیرے

ضمیرِ قلزمِ تاریک میں خداوندا!
صدف صدف ہیں اجالوں کے دائرے تیرے

ملی ہے طاقتِ پرواز تجھ سے پانی کو
رواں دواں ہیں فلک پر سحابیے تیرے

یہ شاخسار یہ برگ و ثمر یہ گل یہ ہوا
صبا کے دوش پہ خوشبو کے لہریے تیرے

ضمیرِ گل میں ہمکتی ہوئی مہک تیری
افق کے بام پہ رنگوں کے قافلے تیرے

میں تیری دستکیں سنتا ہوں خانۂ دل میں
یہ موج موج نفس کے ہیں سلسلے تیرے

توئی تو گوشۂ دل میں ہے ہم جلیس مرا
حریم جاں میں ملے ہیں مجھے پتے تیرے

چراغِ نعت جو رکھا دریچۂ دل میں
چمک اٹھے کئی نادیدہ زاویے تیرے

لوائے حمد اگر ہے نبی کے ہاتھوں میں
کتابِ نور میں بکھرے ہیں نعتیے تیرے

رسولِ رحمت و رافت کی معرفت یا رب
ابد نواز ہیں رحمت کے سلسلے تیرے

سراغ تیرا دیا ہے مرے نبیؐ نے مجھے
اسی نے مجھ کو دیے ہیں سبھی پتے تیرے

تو ہم کلام ہوا مجھ سے معرفت اس کی
اسی کے دم سے جہاں میں ہیں تذکرے تیرے

فرازِ طور پہ موسیٰ کے ساتھ ستر تھے
تو کربلا میں بہتر گواہ تھے تیرے

چراغ طاقِ عقیدت میں ہوں سدا روشن
ترے حبیب کی مدحت کے ، ذکر کے تیرے

❁

❁

یا رب کوئی دریچہ کوئی در دکھائی دے
ظلمت زدوں کو ماہِ منور دکھائی دے

تسکینِ اضطراب کی صورت کوئی تو ہو
صحرائے خواب ہی میں گلِ تر دکھائی دے

تسنیم بر سبیل ثنا ہو مجھے عطا
بہرِ درود موجۂ کوثر دکھائی دے

کس کے نقوشِ پا کا اثر ہے کہ چارسو
ذرّوں میں آفتاب کا منظر دکھائی دے

اے صاحبِ کتابِ مبیں افصح العرب
تجھ میں ہر ایک علم کا جوہر دکھائی دے

امّیِ نکتہ دانِ دو عالم ترے حضور
حیرت زدہ ہر ایک سخنور دکھائی دے

رمزِ "حسین منّی آنا منه" کھل گئی
صحرا میں لختِ لختِ پیمبر دکھائی دے

مرحب ہو یا ہو عمرو مبارز طلب اگر
میداں میں صرف حیدرِ صفدر دکھائی دے

ہر شب بسر ہو سایۂ رحمت میں اس طرح
سوؤں تو مجھ کو گنبدِ اخضر دکھائی دے

ہر روز پیروی میں تری یوں گزار دوں
ھر نقشِ پا ترا مجھے رہبر دکھائی دے

دریوزہ گر ازل سے ہوں تیرا، مرے کریم
تیرے سوا کوئی مجھے کیوں کر دکھائی دے

یارب یہ التجا ہے کہ شاکر تمام عمر
مصروفِ مدحِ سید و سرور دکھائی دے

❁

❁

اپنے اشکوں سے بیاں تلخیٔ حالات تو کر
بات بن جائے گی تیری بھی مگر بات تو کر

عرصۂ نعت میں تجھ کو بھی ملے اذنِ خرام
باندھ احرام ثنا نیت میقات تو کر

جھوم کر ابرِ کرم بار چلا آئے گا
کاسۂ چشم کو وابستۂ جذبات تو کر

باب ایجاب و کرم ان کا کھلا ہے ہر دم
تو کبھی نعت کے لہجے میں مناجات تو کر

حرفِ اظہار میں تاثیر بھی آجائے گی
ہم نفس! مدحِ محمدؐ کی شروعات تو کر

❁

رات ہے کنجِ قفس ہے، غمِ تنہائی ہے
دستگیری کو تری یاد چلی آئی ہے

نعت کہنے کو مچلتے ہیں گہر اشکوں کے
میری پلکوں پہ عجب انجمن آرائی ہے

حسنِ کونین کا باعث ہے تبسم تیرا
وجہِ تخلیقِ دو عالم تری انگڑائی ہے

قافیے مہر بہ لب ہیں تو ردیفیں خاموش
ایک امی کے تکلم کی پذیرائی ہے

جب سے اوڑھا ہے غبارِ رہِ بطحا میں نے
دیدنی رنگ ہے میرا، مری زیبائی ہے

فرش تا عرش حکومت ہے، شکم پر پتھر
کیسا اندازِ شہی، کیسی شکیبائی ہے

یوں ہی خورشید نہیں شعلہ بہ جاں سرگرداں
ذرۂ کوچۂ بطحا کا تمنائی ہے

خانۂ کاشت میں بنجر تھی جو ناممکن تھی
وادیِ فکر میں مدحت کی بہار آئی ہے

"غیر ذی زرع" کبھی وادیِ جاں تھی شاکرؔ
للہ الحمد کہ مدحت کی گھٹا چھائی ہے

ہر حسن کا مصدر ترا پیکر، مرے سرور!
ہے تجھ میں ہر اک علم کا جوہر، مرے سرور!

کس کو ہے تردد تیری والا حسبی میں
کس آنکھ نے دیکھا ترا ہمسر، مرے سرور!

تجھ ہی سے معطر ہے ضمیرِ گلِ تازہ
تجھ ہی سے منور مہ و اختر، مرے سرور!

پھر بہرِ ثنا تازہ مضامین عطا ہوں
پھر وا ہوں تخیل میں نئے در، مرے سرور!

ہر کبر و تفاخر ہے نگوں سر ترے آگے
ہر عجز نظر میں تری برتر، مرے سرور!

آیات "ضحیٰ" بہرِ تسلی ہوئیں نازل
اور بہرِ ثنا سورۂ کوثر، مرے سرور!

اللہ نگہبان تو جبریل ہے خادم
دشمن ترا ہر دور میں ابتر، مرے سرور!

قوسین کی منزل کے مقابل شبِ اسرا
ہر اوج ہے پستی میں فروتر، مرے سرور!

ہے غار میں صدیق مصاحب شبِ ہجرت
حیدر کا مقدر ترا بستر، مرے سرور!

"سورج کو ابھرنے نہیں دیتا ترا حبشیؓ"[1]
لوٹاتا ہے سورج ترا حیدرؑ، مرے سرور!

شبّیرؑ نمونہ تری تسلیم و رضا کا
مظہر ہے ترے جود کا شبّرؑ، مرے سرور!

---

(۱) محسن نقوی کا مصرع

اشکوں نے انڈیلا ہے نمک اتنا گلے میں
اک حرف نہیں آتا زباں پر، مرے سرور!

ہے کون بھلا تیرے سوا میرا سہارا
اے میرے مربی، مرے یاور، مرے سرور!

خیرات عطا ہو مجھے صدقے میں انہی کے
جو قافلے والے ہیں بہتر، مرے سرور!

پھر مجھ کو دکھا شہرِ ضیا بار کے منظر
شاکر پہ عنایت ہو مکرر، مرے سرور!

❁

رہوارِ قلم سر نہ اٹھا بے ادبی ہے
مقصودِ نظر مدحِ رسول عربیؐ ہے

اس مہ کے تصور نے کیا پھر سے اجالا
پھر آج ضیا بار مری تیرہ شبی ہے

گل بار، شکر ریز، دھنک رنگ، مہک خیز
اس جانِ دو عالم کی عجب خندہ لبی ہے

ہر خوبی و زیبائی کا مصدر ہے بھلا کون؟
وہ ھاشمی، مکی، مدنی، مطلبی ہے

جاؤ کہ ہے فرمانِ خداوندِ دو عالم
بس ایک یہی صورتِ درماں طلبی ہے

اللہ غنی عفوِ فراوانِ محمدؐ!
عاصی کو گلے سے جو لگائے وہ نبیؐ ہے

اے باعثِ اسباب دو عالم ترے قرباں
اک بے سببی، بے سببی، بے سببی ہے

شاکر پہ کرم پنج تنِؑ پاک کے صدقے
عاصی ہے پہ وابستۂ دامانِ نبیؐ ہے

سرمدی لے پہ قدسی ہیں سرگم سرا، مست صل علیٰ آج کی رات ہے
عالمِ کیف میں، حالتِ وجد میں عرشِ ربِ علا آج کی رات ہے

وسعتیں سب سمٹتی لپٹتی گئیں، رفعتیں پستیوں میں اترتی رہیں
طرہ افلاک کا زیرِ پائے نبیؐ، اور اونچا ہوا آج کی رات ہے

اک طرف "ادن منی" کی پیہم صدا، اک طرف بہرِ تقریب "ثم دنا"
عبد و معبود میں قرب بڑھتا گیا، کتنی بہجت فزا آج کی رات ہے

اٹھ گیا سب حجابات کا سلسلہ، جز نظر کچھ نہ دونوں میں حائل رہا
چشمِ "مازاغ" کی عظمتوں کا پتا، "ما طغیٰ" سے ملا آج کی رات ہے

مانگ میں کہکشائیں سجاتی ہوئی، خوش خرامی کے جلوے دکھاتی ہوئی
وقت کے ہوش گویا اڑاتی ہوئی، دلکش و دل ربا آج کی رات ہے

سرمدی حسن کی اوڑھ کر اوڑھنی، اپنے پہلو میں لے کر چلی روشنی
مٹ گئی جس سے افکار کی تیرگی، کتنی معجز نما آج کی رات ہے

جذبۂ عشق سے گرم و سرشار ہے، موجِ انفاس میں ایک مہکار ہے
وصل کی لذتوں کی طلب گار ہے، شاہدِ خوش ادا آج کی رات ہے

عقل کو جستجو فکر کو روشنی دل کو حسن طلب روح کو تازگی
علم کو بھی جہت اک نئی مل گئی ضامن ارتقا آج کی رات ہے

آج تصدیق کی ہے منور جبیں، پائے تکذیب میں استقامت نہیں
سرنگوں ہے گماں روبروئے یقیں راز حق برملا آج کی رات ہے

ایسے چشم عنایت ہوئی آج وا، دونوں عالم پہ ہے رحمتوں کی ردا
خود اجابت کو ہے جستجوئے دعا، مانگنے کا مزا آج کی رات ہے

سیدی جانِ شاکر نثار آپ پر اپنی مظلوم امت کی لیجے خبر
تیرہ بختی کو اس کی ملے پھر سحر بس یہی التجا آج کی رات ہے

❁

کبھی خود آئنہ ٹھہرا کبھی آئینہ گر ٹھہرا
نگاہِ ناز سے تیری یہ دل جلوہ اثر ٹھہرا

سلوکِ عشق کا رہرو نہ مرہونِ خضر ٹھہرا
اسے تو ایک آنسو ہی چراغِ رہ گزر ٹھہرا

جو رنگ و بو میں پرتو گیر ہو تیرے تبسم سے
چمن زارِ تخیل میں وہی گل معتبر ٹھہرا

سخن کے دائرے محدود حرف و لفظ واماندہ
تری رنگت کے آگے منفعل رنگِ ہنر ٹھہرا

ردیفیں دم بخود الفاظ چپ ہیں قافیے خاموش
ثنا کے باب میں اوجِ سخن وامانده تر ٹھہرا

تہی مایہ سہی لیکن تہی قسمت نہیں ہوں میں
صدف میں دیدۂ تر کے ہر اک قطرہ گہر ٹھہرا

ہر اک اوجِ تخیل سے ہیں بالا عظمتیں تیری
ورائے سر حدِ ادراک تیرا مستقر ٹھہرا

تطابق ہے میانِ "مثلکم" اور "ایکم مثلی"
بشر ہو کے وہ اپنی ذات میں فوق البشر ٹھہرا

تمہاری یاد ٹھہری باعثِ تسکینِ جان و دل
تمہارا ذکر قلب و روح کو راحت اثر ٹھہرا

شبِ اوہام اک نورِ یقیں سے جگمگا اٹھی
وہ نقشِ پا فروغِ مطلعِ نورِ سحر ٹھہرا

نگاہِ شوق کی حسرت تھی شاکر دیدنی لیکن
تری جالی کا منظر مانعِ تابِ نظر ٹھہرا

۞

سکوتِ شب کا فسوں کیا ہے؟ ظلمتیں کیسی؟
جو حرزِ جاں ہو ترا نام وحشتیں کیسی؟

گلوں پہ تیرے تبسم کی چھوٹ پڑتی ہے
وگرنہ رنگتیں کیسی؟ صباحتیں کیسی؟

رسولِ رحمت و رافت کے چاہنے والو
یہ بغض کیسا دلوں میں؟عداوتیں کیسی؟

ترے نقوش ہوں رہبر تو تفرقے کیوں کر
ترا خیال ہو دل میں تونفرتیں کیسی؟

ضمیرِ گل کو اگر ہو نہ معرفت تیری
تو پھر لطافتیں کیسی؟ نزاکتیں کیسی؟

ہر اک فراز نگوں سر ہے تیری چوکھٹ پر
یہ عجز گر نہ میسر ہو رفعتیں کیسی؟

جو آئنہ ترے جلوؤں سے عکس گیر رہے
اس آئنے کی نظر میں کثافتیں کیسی؟

ترے خیال کو محراب کرلیا میں نے
ترا خیال نہ ہو تو عبادتیں کیسی؟

نبی کے ذکر سے عاری سخن۔۔ سخن ہی نہیں
بیاں کا حسن، تغزل کی لذتیں کیسی؟

یہ حبِ آل عبا کی ردا مرے سر پر
اگر نہ سایہ فگن ہو محبتیں کیسی؟

چراغِ شوق کو تیرہ شبی میں رخت کروں
نبی کی نعت سے بیدار اپنا بخت کروں

ترے کرم کی بہار آفریں گھٹاؤں سے
نہالِ فکر کو سینچوں، گھنا درخت کروں

نظر کے تار کو تیرے کلس سے جوڑے رکھوں
طنابِ خیمۂ جاں کو کچھ اور سخت کروں

ترے بھروسے کڑی دھوپ سے الجھ جاؤں
شبِ سیاہ کے اژدر کو لخت لخت کروں

ترے نقوشِ کفِ پا ہوں رہ نما میرے
ترے خیال کی خوشبو کو اپنا رخت کروں

جو تیرے لہجے کی شبنم سے بھیک مل جائے
کبھی نہ اپنے تکلم کو میں کرخت کروں

ہرے بھرے ہوں درود و سلام سے شب و روز
تری ثنا سے ثمر بار اپنا بخت کروں

سجاؤں محفلِ یارانِ نعت اگر شاکر
دھنک کو فرش کروں خوشبوؤں کو تخت کروں

۞

یاد نبی میں دیدۂ نم سرخ رو ہوا
ہیں درِّ آب دار بہم سرخ رو ہوا

صورت کوئی نہ عرضِ تمنا کی تھی مگر
رکھا ہے آنسوؤں نے بھرم سرخ رو ہوا

ہستی کی آب و تاب ہے تیرے وجود سے
صدیوں سے منتظر تھا عدم سرخ رو ہوا

روشن جبینِ لوح ترے نقش سے ہوئی
لکھ کر تمہارا اسم، قلم سرخ رو ہوا

آئے جو زندگی میں کبھی سخت مرحلے
اٹھی تریؐ نگاہِ کرم سرخ رو ہوا

بھٹکا ہوا تھا جادۂ منزل سے آدمی
پا کر ترےؐ نقوشِ قدم سرخ رو ہوا

شاکر پہ کس قدر ہے عنایت حضورؐ کی
کر کے پھر ایک نعت رقم سرخ رو ہوا

❁

نزولِ تسکینِ شامِ غم ہے ترا کرم ہے
گداز ہے دل تو آنکھ نم ہے، ترا کرم ہے

نہیں ہے زنداں میں غم گساری کو اور کوئی
ثنا ہے قرطاس ہے قلم ہے ترا کرم ہے

میں سانس مالا پہ تیرا ہی نام جاپتا ہوں
جو میرے سینے کا زیر و بم ہے ترا کرم ہے

ریاضِ جنت میں معتکف ہے خیال میرا
نظر میں آئینۂ حرم ہے ترا کرم ہے

ترے وسیلے سے رحمتِ حق ملی ہے مجھ کو
خدا کا مجھ پہ اگر کرم ہے، ترا کرم ہے

جو بطنِ ماہی میں اسم ذوالنون نے پڑھا تھا
جبین دل پر وہی رقم ہے، ترا کرم ہے

نہیں ہے مطلوب مجھ کو مال و منالِ دنیا
ہر ایک نعمت مجھے بہم ہے، ترا کرم ہے

درود کو حرزِ جاں کیا ہے تو بہرِ مدحت
زمینِ دل میں عجیب نم ہے، ترا کرم ہے

اے جانِ شاکر درود تجھ پر سلام تجھ پر
تجھی سے قائم مرا بھرم ہے، ترا کرم ہے

❁

دیارِ فکر کے روشن ہوئے ہیں بام۔۔تمام
فضائے خیمۂ ہستی ہے مشک فام۔۔تمام

جو اشک پارے مری چشمِ تر میں رہتے ہیں
پیئے سلام اترتے ہیں صبح و شام۔۔تمام

وہ جن کے نام کے طغرے ہیں عرشِ اعظم پر
جبینِ دل پہ رقم ہیں انھی کے نام۔۔تمام

نعیم زارِ مدینہ کے ذرے ذرے پر
نثار ہنزہ و کشمیر و پہلگام۔۔تمام

تجھی پہ ختم ہوئے سلسلے رسالت کے
ترے پیام پہ ہوتے ہیں سب پیام۔۔تمام

تو ہے محمّدؐ و محمودؐ و حامدؐ احمدؐ
بنے ہیں حمد کے صیغے سے تیرے نام۔تمام

فدا ہیں سارے ترنم تری خموشی پر
ترے کلام پہ قربان ہیں کلام۔۔تمام

جوان کے نقشِ کفِ پا نہیں ہیں مدِ نظر
ترے رکوع و سجود و قیام خام۔۔تمام

گریز پا ہیں اگر ذکر شاہِ بطحا سے
غزل، رباعی قصیدہ ہیں ناتمام۔۔تمام

مقامِ سدرہ ہو، قوسین ہو کہ طوبیٰ ہو
ترے مقام کے آگے فرو مقام۔۔تمام

ہے ماہتاب ستاروں کے جیسے جھرمٹ میں
نبی کے صحنِ ارادت میں ہیں غلام۔۔تمام

نجات کا ہیں سفینہ یہ اہلِ بیتِ نبی

یہ خوش نسب مرے ہادی، مرے امام ۔۔ تمام

انھی کے نور کا عکسِ جمیل ہیں شاکر

نجوم، مہر، ثریا، مہِ تمام ۔۔ تمام

❁

❁

ستم گروں کی ہے یلغار، سیّدِ ابرار
اے میرے مونس و غم خوار، سیّدِ ابرار

لیا ہے نام ترا جب بھی، آنکھ میں آیا
امڈ کے ابرِ گہر بار، سیّدِ ابرار

جڑے ہیں گنبدِ خضری کی سبز کرنوں سے
مری نگاہ کے سب تار، سیّدِ ابرار

دعائے نیم شبی میں جو تیرا نام لیا
تو شب ہوئی سحر آثار، سیّدِ ابرار

ازل فروز ہوا تھا ظہورِ نور ترا
ابد نواز ہیں اقدار، سیّدِ ابرار

ترے تبسم قدسی کے رنگ و نکہت کا
ہر ایک گل ہے طلب گار، سیّدِ ابرار

فلاح و فوز کا ضامن ترا پیامِ جمیل
زمانہ ساز ہے کردار، سیّدِ ابرار

ترے نقوشِ قدم کے رہین منت ہیں
تمام ثابت و سیار، سیّدِ ابرار

طلب جو تو نے کیا جھومتے ہوئے آئے
ترے حضور میں اشجار، سیّدِ ابرار

نثار ہونے کو بس اک ترے اشارے پر
فلک پہ چاند ہے تیار، سیّدِ ابرار

ہر اک عروج تری گردِ رہ ہوا آقا
براق ہے ترا رہوار، سیّدِ ابرار

کرم کرم کہ دلِ ناتواں میں تاب نہیں
ہجومِ غم کی ہے یلغار سیّدِ ابرار

مدد مدد! کہ زبوں حال ہے تری امت
ہے کفر درپئے آزار، سیّدِ ابرار

اماں اماں! کہ یہ عفریتِ دہشت و وحشت
اجاڑ دے گا چمن زار، سیّدِ ابرار

کھلے ہیں شاخِ تمنا پہ پھول مدحت کے
خیال و فکر ہیں گل بار، سیّدِ ابرار

ہو نور نور مرا قریۂ سخن مولا
قبول ہوں مرے اشعار، سیّدِ ابرار

نگاہ لطف و کرم اس پہ رحمتِ عالم
گناہ گار ہے ابرار، سیّدِ ابرار

اے خیر خواہِ خلق حبیبِ صمد، مدد!
قربان میں، نثار مرے ابّ و جد، مدد!

میں کیا مری مجالِ سخن کیا مرے کریم
تیری ثنا ورائے حساب و عدد، مدد!

میں نرغۂ غنیم میں زخموں سے چور ہوں
حاصل کوئی کمک نہ بہم ہے رسد، مدد!

بھٹکے ہوئے ہیں جادۂ منزل سے عقل و دل
اے پاسبانِ جذبِ جنون و خرد، مدد!

رنگِ چمن پہ دستِ خزاں ہے دراز تر
لیکن ترے کرم کی نہیں کوئی حد، مدد!

دھندلا رہا ہے میرے تشخص کا آئنہ
تحلیل ہو رہے ہیں مرے خال و خد، مدد!

اے شاہِ طول و عرض، شہنشاہِ مدو جزر
طولِ امل نے کھینچی ہے ایک اور مد، مدد

دشتِ بلا میں پورے بہتر تھے ایک جاں
ہم ایک ہو کے بھی ہیں بہتر عدد، مدد

اے اسمِ پاک دل کو سکینت کی دے نوید
پھر مغفرت کی مجھ کو عطا کر سند، مدد!

دل میں کوئی چراغ، کوئی داغ چاہیے
تاریکیاں بہت ہیں درونِ لحد، مدد!

اے دل نواز، صاحبِ لطف و عطا کرم!
اے درد مند، پیکرِ عون و مدد، مدد!

آمد بہ درگہِ تو سیہ کار عفو کن!
شاکر سرِ نیاز بہ پایت نہد، مدد

تیری خوش بو کے روبہ رو خوش بو
ہے خجالت سے زرد رو خوش بو

عارض و لب تبسم و گفتار!
روشنی، رنگ، آب جو، خوش بو

طوف میں کس کے ہے یہ قوسِ قزح
کس کی کرتی ہے جست جو خوش بو

گفتگو جیسے موجۂ کوثر
اور لہجہ ہے ہو بہو خوش بو

سوئے گلشن خرام کس کا ہے
رنگ حیراں ہیں مست خو خوش بو

اک تمنائے دست بوسی میں
کر رہی ہے ابھی وضو خوش بو

کون اترا ہے قریۂ جاں میں
رقص کرتی ہے چارسو خوش بو

چاک دامانیِ تخیل ہے
اور ہے سوزنِ رفو خوش بو

طاقِ مدحت میں عود کی صورت
جل کے ہوتی ہے سرخ رو خوش بو

آج کس دل ربا کی یاد آئی
صحنِ دل میں ہے چارسو خوش بو

ساقیِ رَوح و راح نے بھر دی
کاسہ کاسہ، سبو سبو خوش بو

روشنی عکس گیر ہے کس کی
کس کی رکھتی ہے آرزو خوشبو

بوترابیؑ ہوں خاک میں میری
کر رہی ہے عجب نمو خوشبو

نینوا---! تیری سرخ مٹی میں
ذرّہ ذرّہ لہو لہو خوشبو

زاویہ ھائے اہلِ دل شاکر
ہیں کبھی رنگ تو کبھو خوشبو

ہیں در پئے آزار ستم گر، مرے سرور!
للہ۔۔۔ کرم کیجیے مجھ پر ، مرے سرور!

گلشن کی فضا ہے تہہ و بالا شہِ والا
بے رنگ ہے پھر روئے گلِ تر، مرے سرور!

پھر ہو مرا گل زارِ تمنا ۔۔۔ تر و تازہ
ہو گلبنِ امید تناور، مرے سرور!

ہو مجھ کو عطا گریہ پیہم، دلِ پر غم
ہو عشق ترا میرا مقدر، مرے سرور!

پلکوں پہ رہے میری چراغاں، شہِ دوراں!
لب ہوں تری توصیف کے خوگر مرے سرور!

سرمایہ جاں ہو تری سیرت، تری طلعت
ہوں میرے شب و روز منور مرے سرور!

ہو مجھ کو عطا ذوقِ فراواں شہِ دوراں
ہر شعر ہو تاثیر میں برتر، مرے سرور!

ہے عجز کی دولت لیے حاضر ترا شاکر
ورنہ یہ نہیں کوئی ہنرور، مرے سرور!

قلم جبریل کا پر ہو تو شاید نعت کہہ پاؤں
سیاہی حوضِ کوثر ہو تو شاید نعت کہہ پاؤں

فصیلِ سرحدِ ادراک سے آگے بڑھوں کیسے؟
کھلا اس میں کوئی در ہو تو شاید نعت کہہ پاؤں

جہانِ حرف و معنی کی کہاں ہیں وسعتیں اتنی
معاون دیدۂ تر ہو تو شاید نعت کہہ پاؤں

تحیر نے تخیل کو مرے تصویر کر ڈالا
اگر یہ مرحلہ سر ہو تو شاید نعت کہہ پاؤں

نہ کالی ہو نہ پیلی ہو، مزاجاً زنجبیلی ہو
درودوں سے زباں تر ہو تو شاید نعت کہہ پاؤں

کبھی اے شہر یارِ دل تری آہٹ کی خوشبو سے
حریمِ جاں معطر ہو تو شاید نعت کہہ پاؤں

خذف ریزے ہیں میرے حرف سارے بابِ مدحت میں
میسر حرف دیگر ہو تو شاید نعت کہہ پاؤں

اگر جبریل کی تائید و نصرت کی دعا کے ساتھ
مجھے اذنِ پیمبر ہو تو شاید نعت کہہ پاؤں

جو شاکر صاحبِ نہج البلاغہ کی بلاغت کا
مرے کشکول میں زر ہو تو شاید نعت کہہ پاؤں

کب ہوگی عنایت کی نظر اے مرے سرورؐ!
کب ہوگی شبِ غم کی سحر ،اے مرے سرورؐ!

کب شاخِ تمنا پہ مری پھول کھلیں گے
کب ہو گا دعاؤں کا اثر اے مرے سرورؐ!

کوئی تو رہِ زیست پہ جگنو نظر آئے
کب تک یہ اندھیروں کا سفر اے مرے سرورؐ!

اب آ کہ، گلستاں پہ ترے تلخ بہت ہے
یہ سلسلۂ شام و سحر اے مرے سرورؐ!

ہیں ہرزہ سرا زاغ و زغن صحنِ چمن میں
بے آب ہے روئے گل تر اے مرے سرورؐ!

ہوں حرف مرے آپ کی تحمید کے خوگر
الفاظ ہوں مدحت کے گہر اے مرے سرورؐ!

ہر وادیٔ جاں ہو تری رحمت کا پڑاؤ
ہر گوشۂ دل راہ گذر اے مرے سرورؐ!

لایا ہے سرِ دست کچھ اخلاص کی کلیاں
یہ مفلس و قلاشِ ہنر اے مرے سرورؐ!

ہیں اذن حضوری کے طلب گار ازل سے
یہ قلب تپاں، دیدہ تر اے مرے سرورؐ!

عدم کی تیرہ شبی تھی حقیقتِ عالم
جو نور آپ کا ہوتا نہ جلوہ بار حضور

معطر آپ کے دم سے ثقافت عالم
معاشرت بھی معیشت بھی استوار حضور

شمیم سیرت کبریٰ سے نکہتِ عالم
نسیمِ دامنِ رحمت سے ہے بہار حضور

کرم ہو مجھ پہ کرم میرے رحمت عالم
خطا معاف کہ میں ہوں گناہ گار حضور

اے جانِ عالم واے رَوح و راحتِ عالم
وسیلہ آپ کا ہے پیشِ کردگار حضور

اے شانِ عالم واے عز و عظمتِ عالم
بدستِ تست کلیدِ کشودِ کار حضور

کرم بہ شاکرِ درماندہ رحمتِ عالم
فتادہ سر بہ درِ تست خستہ کار۔۔حضور

❁

ترا کلام ہے آئینۂ کمالِ ہنر
ترے نقوش سے روشن ہوا جمالِ ہنر

شعور و فکر کی تابندگی تجھی سے ہے
ترے ہی ذکر سے تاباں ہیں خط و خالِ ہنر

ہے تیری ذات علوم و فنون کا مخزن
ترے وجود سے مسعود ہیں خصالِ ہنر

وہ جس کا مرکزِ علم و عمل مدینہ ہو
اسے نہیں کوئی اندیشۂ زوالِ ہنر

ہوا ہے وادیِ طابہ کا جب سے یہ باسی
خرامِ ناز میں مصروف ہے غزالِ ہنر

وہ جس جمال کے پرتو سے آئنے چمکے
مہِ تمام اسی سے ہوا ۔۔ ہلالِ ہنر

کہاں توازنِ فکر و نظر میسر تھا
فروغِ نعت نے بخشا ہے اعتدال ہنر

حضور! مدح تو لکھی ہے دیدۂ تر نے
سخن کو تاب کہاں ہے، کہاں مجالِ ہنر

وہ اہلِ فن ہوں بھلا، تشنہ کام کیوں شاکر
عطا کیا ہے جنھیں نعت نے زلالِ ہنر

۞

جب بھی تصورات میں اترا ہے قافلہ ترا
میری نگاہِ شوق نے چوما ہے نقشِ پا ترا

خوش بو کے پیرہن میں ہے لپٹا ہوا ترا سخن
لفظ ہیں دل نشیں ترے لہجہ ہے جانفزا ترا

عالمِ خواب میں اتر شہرِ خیال سے گذر
میری حریمِ دل بھی ہو کاش کہ راستہ ترا

عالمِ ہست و بود میں عکس ترے بکھر گئے
صبحِ ازل سنور گئی دیکھ کے آئینہ ترا

فرشِ زمیں ہے سرخرو پا کر وجود کو ترے
عرشِ بریں فراز سر چوم کے نقشِ پا ترا

شوکتِ قیصری نگوں، سطوتِ خسروی زبوں
"اے مرے بوریا نشیں سارا جہاں گدا ترا"(۲)

خیر النساء ہوں یا علی یا کہ حسن حسین ہوں
رنگ میں آب تاب میں ہر گلِ تر جدا ترا

تیرا کرم ہے بالیقیں تیری عطا ہے بے گماں
شاکرِ بے ہنر بھی ہے مدح سرا اشہا ترا

(۲) احمد ندیم قاسمی

سما سکیں گے نہ اب لالہ زار آنکھوں میں
مہک رہے ہیں مدینے کے خار آنکھوں میں

کھلا ہے دشتِ تخیل میں ایک سبز گلاب
امڈ کے آیا ہے ابرِ بہار آنکھوں میں

طلوعِ بدر ہوا ہے ثنیۂ دل پر
اتر کے آیا ہے ناقہ سوار آنکھوں میں

فضائے شہرِ مدینہ، کریم ہے کتنی
کھلے ہیں پھول مری خارزار آنکھوں میں

میں بے عمل ہوں مگر کچھ گداز کے موتی
رکھے ہوئے ہیں عقیدت شعار آنکھوں میں

پھر اس کے بعد نہ منظر پہ چاہے پھول کھلیں
قدم وہ رکھیں اگر ایک بار آنکھوں میں

سکوں کی نیند جو شہرِ طرب میں آتی تھی
ابھی تلک ہے اسی کا خمار آنکھوں میں

دیارِ فکر و نظر کیوں نہ جگمگا اٹھیں
ہے کربلا و نجف کا غبار آنکھوں میں

انھی کی یاد سے دل میں سکون ہے شاکر
انھی کے نام سے ہے اعتبار آنکھوں میں

بخت جاگے، کرم مصطفیٰ کا ہوا، در کھلا نعت کا
فکرِ حسان کی پیروی میں چلا قافلہ نعت کا

زمزمہ سنج پھر سازِ مدحت ہوا غنچۂ دل کھلا
چشمِ ویراں کو آباد کرنے لگا رتجگا نعت کا

پھر سے شاخِ تمنا ہری ہوگئی، ہر کلی کھل گئی
کشتِ جاں پر مری ابرِ رحمت برسنے لگا نعت کا

زندگی کا چلن سخت بے ڈھنگ تھا اور بے رنگ تھا
پھر کرم ہو گیا اور مجھ کو ملا آسرا نعت کا

ذرہ ذرہ ہوا دشت کا مشک بو ہر طرف ہے نمو
پھر سے بھٹکے ہوئے آہوئے جاں کو رستہ ملا نعت کا

وادیٔ فکر میں آبجو نعت کی پھر مچلنے لگی
پھر تخیل کے جز دان میں ایک دفتر کھلا نعت کا

پھر سے آیاتِ مدحت کی تنزیل ہے، رنگِ تبتیل ہے
فرّحنا، حبذا، دل مرا بن گیا ہے حرا نعت کا

بڑھ چلی ہے اگر تشنگی حد سے تیری تو اے نغمہ گر
بزمِ عشقِ رسالت میں آکر ذرا جام اٹھا نعت کا

الحذر! دھیرے دھیرے قدم جانبِ شہرِ نعتِ نبی
اے طلب گارِ منزل یہ ہے پرخطر راستہ نعت کا

ہجرِ طیبہ نے جب بھی کبھی میری آنکھوں کو بخشی نمی
میں نے تھاما قلم اور فوراً ارادہ کیا نعت کا

گو اٹک سے مدینہ بہت دور ہے اور وسائل نہیں
روز مجھ کو مدینے میں لے کر گیا راستا نعت کا

۞

تھا اک غبار کا منظر ۔۔ دخان کا موسم
تری نمود سے پہلے جہان کا موسم

ترے جمال کی کرنوں کے سب مظاہر ہیں
یہ بزم کون و مکاں، کن فکان کا موسم

یہ کس نے مشک مچائی ہے میری نس نس میں
ہے دیدنی مرے کچے مکان کا موسم

بسا ہوا ہے نگاہوں میں گنبدِ خضری
مدینہ مجھ کو دکھاتا ہے دھیان کا موسم

سماعتوں میں کھلے پھول اور پھولوں پر
ترے کلام کی شبنم، بیان کا موسم

ادائے مسئلہ آموز! میں ترے قرباں
بدل دیا ہے یقیں میں گمان کا موسم

جھلستی دھوپ ہو، طوفانِ باد و باراں ہو
ہے میرے سر پہ ترے سائبان کا موسم

غزل ہوئی جو ہم آہنگ رنگِ مدحت سے
نکھر گیا ہے زبان و بیان کا موسم

۞

باب مدحت پہ۔۔۔مری ایسے پذیرائی ہو
لفظ خوش بو ہوں، خیالات میں رعنائی ہو

ہو اگر بزم۔۔۔ ترا نام رہے وردِ زباں
تجھ کو سوچوں۔۔۔ جو میسر کبھی تنہائی ہو

وادیٔ جاں میں پڑاؤ ہو تری خوشبو کا
حجرۂ دل میں تری انجمن آرائی ہو

چاک کرتی ہیں قبا، فرطِ ہوا سے کلیاں
اے صبا! کوچۂ دل دار سے ہو آئی ہو؟

وہ تکلم کہ ۔۔۔۔ جیسے حسنِ سماعت ترسے
وہ تبسم کہ۔۔۔۔ ہر اک پھول تمنائی ہو

ناقہ شوق اس انداز سے طے ہو یہ سفر
لَے حجازی ہو تری، زمزمہ صحرائی ہو

کس نے دیکھا ہے بہم شام و سحر کو شاکرؔ
ہاں ۔۔۔۔ اگر زلف وہ رخسار پہ لہرائی ہو

ثنا کے طاق پہ رکھا جو اک دیا روشن
مکانِ دل کا ہر اک زاویہ ہوا روشن

ترا خیال مری خلوتوں کا ساتھی ہے
ہے تیری یاد سے ہر ایک رتجگا روشن

عمل کی تیرہ شبی صبح میں بدل جائے
اگر نگاہ میں ہو تیرا نقشِ پا روشن

صدا و صوت نے تجھ سے گداز پایا ہے
تجھی سے لفظ و معانی کا آئنہ روشن

چراغِ نور، سرِ طور روشنی بانٹے
حریمِ نور میں مٹی کا ہے دیا روشن

بنی ضمیرِ صدف میں تری عطا موتی
ہر ایک پھول کے لب پر تری ادا روشن

ہے تیرے سوز سے معمور سینۂ حبشی
ترے علوم سے ہے قلبِ مرتضیٰ روشن

"حسین منی" کے رمز آشنا یہ جانتے ہیں
ترے لہو سے ہوئی خاکِ کربلا روشن

تو ان کا نام وسیلہ بنا کے دیکھ ذرا
درِ قبول پہ ہو گی تری دعا روشن

وہ بزم، تیرہ مقدر رہی جہاں شاکر
چراغ، نعتِ نبی کا نہیں ہوا روشن

یہ شب یہ نعت نبی کے خرام کا موسم
مرے لبوں پہ درود و سلام کا موسم

اتر رہا ہے کئی نعت کے دیے لے کر
مکانِ دل کے دریچے میں شام کا موسم

ہے تیرے رخ کی تجلی سے صبح کی رونق
مہک اٹھے تیری زلفوں سے شام کا موسم

دل و نگاہ میں خوشبو کے قافلے اترے
حریم جاں میں درود و سلام کا موسم

دیارِ فکر و نظر میں ہے اپنے جوبن پر
طوافِ کوچۂ خیر الانام کا موسم

تنی ہوئی ہے مرے سر پہ ایک سبز ردا
دیارِ فکر میں ہے تیرے بام کا موسم

یہ آرزو ہے سدا نعت ہی کہوں شاکر
عطا ہو مجھ کو حضورِ دوام کا موسم

❁

خوشبوؤں کو اگر قلم کرتے
مدحِ خیر البشر رقم کرتے

رنگ، خوشبو، جمال، رعنائی
موجِ ادراک سے بہم کرتے

سرمہ کرتے غبارِ بطحا کو
دل کو آئینۂ حرم کرتے

نقش پھر سورۂ محمدؐ کا
بر سرِ لوحِ جاں رقم کرتے

تارِ انفاس کے تموج کو
نعت کی لے پہ زیروبم کرتے

چشمِ ویراں کے خشک سوتوں کو
آبجوئے کرم سے یم کرتے

خواب زاروں میں رات بھر ہر سو
آہوانِ حجاز رَم کرتے

کاش اس قریۂ محبت میں
اپنی آنکھوں کو ہم قدم کرتے

اذن ملتا اگر مدینے کا
ہم ثریا کو ہم قدم کرتے

مدح کرتے کچھ اس قرینے سے
کوچۂ شعر کو حرم کرتے

دور رہ کر حضور میں رہتے
رنج و راحت کو یوں بہم کرتے

اس جمیل الشیم کی خوشبو سے
دل کو آسودۂ کرم کرتے

اپنی پلکوں پہ کچھ دیے رکھ کر
ہم بھی تزئینِ شامِ غم کرتے

کاش راہِ حیات میں رہبر
تیرے نقشِ قدم کو ہم کرتے

تیری سیرت کی روشنی میں عبور
زندگانی کے پیچ و خم کرتے

جو دیارِ قبول تک پہنچے
نعت ایسی کوئی رقم کرتے

آنکھ میں گوہرِ نجف بھر کر
لالۂ کربلا کا غم کرتے

ایک مدت ہوئی ہے شاکر کو
یادِ طیبہ میں آنکھ نم کرتے

❁

❁

حریم فکر میں جلوے ترے بسائے ہوئے
میں دل کو رکھوں ترا آئنہ بنائے ہوئے

مرا وجود ترے زیرِ پا رہے آقا
غبارِ راہ گذر میں رہوں نہائے ہوئے

جھلستی دھوپ کا صحرا خنک مزاج ہوا
جو میرے سر پہ تری رحمتوں کے سائے ہوئے

فصیلِ شب سے نمودِ سحر کو اذن ملا
نظر سے دور سبھی وحشتوں کے سائے ہوئے

طواف کرتی ہے خوشبو ترے حوالی کا
نسیم صبح گزرتی ہے سر جھکائے ہوئے

ترے حضور، ہر اک عجز سر فراز ہوا
ہر ایک کبر، ندامت سے سر جھکائے ہوئے

جو اپنے دل کو مدینے میں چھوڑ آئے ہیں
میں ان کی راہ میں ہوں جان و دل بچھائے ہوئے

حضور! فردِ عمل نیکیوں سے خالی ہے
مگر یہ اشکِ ندامت امڈ کے آئے ہوئے

ہے ظلمتوں کا اجارا فضائے زنداں پر
چراغِ نعتِ نبی ہوں مگر جلائے ہوئے

مدینے جاؤں سمندِ خیال پر اکثر
لبوں پہ نغمۂ نعتِ نبی سجائے ہوئے

۞

مہِ مدینہ ترے گرد جو ستارے ہیں
خدا گواہ! ہمیں جان و دل سے پیارے ہیں

ہے احترام بہت نسبت و تعلق کا
جو تیری آنکھ کے تارے ہیں وہ ہمارے ہیں

ہیں میری زیست کا حاصل فقط وہی لمحے
جو فکرِ نعتِ شہِ دیں میں گذارے ہیں

کھلے ہیں شاخِ تمنا پہ چند پھول نئے
جبیں پہ جن کی کئی شبنمی ستارے ہیں

ترے کلام پہ قرباں جوامع الکلم
یہ نور بافِ تکلم کے شاہ پارے ہیں

ترے نظامِ مواخات کی نظیر نہیں
عجب مقیم و مہاجر میں بھائی چارے ہیں

یہ رنگ و روئے تمدن کہیں نہیں موجود
ترے مدینے کے انداز ہی دلارے ہیں

جو دیکھیے درِ زھراؑ سے گنبدِ خضری
بہت کریم بہت مہرباں نظارے ہیں

خدا کا شکر ترے اسم کے حصار میں ہوں
وگرنہ چاروں طرف آتشیں شرارے ہیں

عجب نہیں کہ یہی میرے کام آجائیں
حریمِ دیدۂ تر میں جو اشک پارے ہیں

مرا سفینہ ہے شاکر ولائے آلِ نبی
ہے موج موج محافظ بھنور کنارے ہیں

۞

اپنی آنکھوں کو آب جو کرتے
نعت سے پہلے ہم وضو کرتے

تیرے گنبد کی سبز کرنوں سے
دامنِ فکر کو رفو کرتے

بیٹھ کر گوشۂ تخیل میں
تیری آہٹ سے گفتگو کرتے

مانگتے بھیک اک تبسم کی
نورو نکہت کی آرزو کرتے

لے کے بطحا سے بادۂ رحمت
رونقِ کاسہ و سبو کرتے

درس لیتے رسولِ رحمت سے
خوش بوؤں کے چلن کو خو کرتے

خاکِ بطحا کو آنکھ میں بھر کر
ماہ و انجم کے روبرو کرتے

چاشنی گیر ہو کے سیرت سے
ہم بھی مائل دلِ عدو کرتے

بادۂ نابِ کربلا شاکر
کاش سرمایۂ لہو کرتے

۞

یہ سانس لیتی ہوئی صبح کا اجالا ہے
نہیں نہیں! تیرے پیکر کا یہ غسالا ہے

یہ خلد زار ہے کس کا کہ اپنے دامن کو
ادب سے بادِ صبا نے ابھی سنبھالا ہے

تجھے یتیم جو پایا تو دستِ قدرت نے
سہارا دے کے بہت شفقتوں سے پالا ہے

تلاش راہ میں وارفتہ جب تجھے پایا
خدا نے راستہ تیرے لیے نکالا ہے

عقیدتوں کے افق پر ہیں پانچ ماہِ مبیں
انہی کے دم سے مری فکر میں اجالا ہے

بہ فیض غوث جلی ہم نے اپنی کشتی کو
ہر ایک موجۂ طوفان سے نکالا ہے

میں قادری بھی ہوں چشتی بھی ہوں بحمد اللہ
فروغ نعت مرا مرکزی حوالہ ہے

یہ اعتبار ہنر ۔۔ ارزشِ سخن شاکر
مرے کریم کی مدحت کا بول بالا ہے

❁

مرے کریم نے مجھ پر کیا کرم اپنا
مسرتوں سے ہے معمور دشتِ غم اپنا

کوئی بلا ہو کوئی ابتلا ہو ڈر کیسا
نبی کا اسم وظیفہ ہے دم بہ دم اپنا

اندھیری رات، یہ کنجِ قفس، یہ سناٹا
چراغِ طاقِ حرم! مجھ پہ کر، کرم اپنا

یہ حرف وصوت مرا ساتھ کیا نباہیں گے
کوئی کرشمہ دکھا تو ہی چشمِ نم اپنا

ترے خیال نے شہپر عطا کیے مجھ کو
زمیں سے تا بہ ثریا ہے اک قدم اپنا

قفس میں بھی تری مدحت نے شاد رکھا ہے
وگرنہ کون یہاں ہے شریکِ غم اپنا

بچھے ہوئے دلِ عشاق ہیں مدینے میں
بہت سنبھال کے رکھنا یہاں قدم اپنا

چلوں میں قافلے خوشبوئے نعت کے لے کر
الٰہی جب ہو سفر جانبِ عدم اپنا

دیارِ نعت میں خیمہ لگائے بیٹھا ہوں
مقام اہلِ سخن میں ہے محترم اپنا

ہر ایک وادی میں بھٹکا پھرا نہیں آقا!
تری ثنا کے لیے وقف ہے قلم اپنا

❁

کیوں اسے ۔۔۔ حشر میں اندیشہ رسوائی ہو
جس کو حاصل تری چوکھٹ کی جبیں سائی ہو

ہو فدا تجھ پہ ہر اک دل کشی و محبوبی
تجھ پر قربان ہر اک خوبی و زیبائی ہو

درپئے جان ہو مکہ تو مدینے میں تری
طَلَعَ البدر عَلَینَا ۔۔۔ سے پذیرائی ہو

رقص کرتے ہوئے دربار میں اشجار آئیں
سنگ ریزوں کو عطا قوتِ گویائی ہو

بختِ بیدار نہ کیوں اس کی قدم بوسی کرے
جس کو بستر پہ ترے چین سے نیند آئی ہو

غار بھی مرکزِ انوار ہیں تیرے دم سے
میرے دل میں بھی ذرا سی چمن آرائی ہو

قلبِ محزوں میں ترے حرفِ تسلی سے بھلا
کیسے ممکن ہے۔۔۔ سکینت نہ اتر آئی ہو

نخلِ صحرا ہوں مجھے برگ و ثمر مل جائے
ابرِ بارانِ کرم۔۔۔! کچھ تو مسیحائی ہو

تیرا سکہ ہی رواں سلطنتِ دل میں رہے
اور۔۔۔ معمورۂ جاں پر تری دارائی ہو

پھر ملے پیرہنِ یوسفِ کنعاں کو وقار
پھر عطا دیدۂ یعقوب کو بینائی ہو

بندہ پرور۔۔۔! مجھے پھر اذنِ مدینہ دیجیے
پھر نگاہوں میں۔۔۔ وہی جلوۂ خضرائی ہو

ان کی مدحت ہو مرے خشک لبوں پر شاکر
آخری وقت ہو جب جان پہ بن آئی ہو

❁

خیال و خواب میں فکر و نظر میں رکھا ہے
چراغِ عشقِ نبی چشمِ تر میں رکھا ہے

قدم قدم پہ طلوعِ سحر کا ہے منظر
غبارِ راہِ مدینہ نظر میں رکھا ہے

یہ ذوقِ نعت اسی در کی ہے عطا ورنہ
کمال کون سا مجھ بے ہنر میں رکھا ہے

نہیں یہ وادیِ ایمن، یہ دشتِ طیبہ ہے
چراغِ طور یہاں ہر شجر میں رکھا ہے

جو تیرے رخ کی تجلی سے عکس گیر ہوا
وہ آئنہ کفِ دستِ سحر میں رکھا ہے

حدی بہ لحنِ درود و سلام پڑھتا ہوں
اسی نے ناقۂ جاں کو سفر میں رکھا ہے

زہے نصیب کہ شاکر مجھے مقدر نے
ثنائے سیدِ خیر البشرؐ میں رکھا ہے

ازل ابد میں ترے سائباں تنے ہوئے ہیں
بہت دراز کرم کے یہ سلسلے ہوئے ہیں

ترے حضور سبھی فاصلے سمٹ آئے
سبھی عروج جبینوں کو خم کیے ہوئے ہیں

سوارِ ناقہ تری رہ گذار کے ذرے
ہزار انجم و مہ کی ادا لیے ہوئے ہیں

جبینِ بادِ صبا کس لیے جھکی ہوئی ہے
یہ کس کے نقشِ قدم راہ میں کھلے ہوئے ہیں

حصارِ نور میں میرا شعور رہتا ہے
ترے خیال نے یوں دائرے بنے ہوئے ہیں

ترے خیال سے رنگِ عبودیت نکھرا
ترے خیال کو محراب ہم کیے ہوئے ہیں

مدینے جانے کا دل میں ابھی ارادہ ہے
ابھی سے میرے تخیل کو پر لگے ہوئے ہیں

وہ اک چراغ جو روشن خدا کے نور سے ہے
اسی چراغ سے روشن سبھی دیے ہوئے ہیں

وہ حسنِ خلق وہ اعجازِ نرم گفتاری
جو سنگ سامنے آئے وہ موم کے ہوئے ہیں

وہ اسمِ پاک کلیدِ درِ قبول ہوا
کہ شاخسارِ تمنا پہ گل کھلے ہوئے ہیں

بقیع کو میں فلک ناز کس لیے نہ کہوں
ردائے خاک میں تارے کئی جڑے ہوئے ہیں

اگر مجالِ تکلم نہیں رہی شاکر
نثار کرنے کو اشکوں کے در رکھے ہوئے ہیں

❁

تیری پاپوش سے مَیں گرد اتارا کرتا
اور جبریل بہ صد رشک نظارا کرتا

مجھ کو تو مار ہی ڈالا تھا عدو نے آقا
گر ترا نام نہ میں اپنا سہارا کرتا

کاش ہوتا مرا مسکن ترے کوچے میں کہیں
گنبدِ سبز کو آنکھوں میں اتارا کرتا

نام لکھتا ہے ترا اور اسے چومتا ہے
اور بے چارہ بھلا کیا کوئی چارا کرتا

اسمِ احمد کی جو پتوار میسر ہوتی
میری کشتی سے کنارا نہ کنارا کرتا

جچے گا اب نہ کوئی مستقر نگاہوں میں
بسا لیا درِ خیر البشر نگاہوں میں

مکانِ دل میں ہوئے نعت کے دیے روشن
کھلا حریمِ تمنا کا در نگاہوں میں

جھلستی دھوپ سے جب بھی مقابلہ ٹھہرا
ترے کرم کے رہے ہیں شجر نگاہوں میں

نچھار ہے ترے قدموں میں دل مرا۔۔آقا
رہے ہمیشہ تری رہ گذر نگاہوں میں

مری نظر میں زرِ ریگ زارِ بطحا ہے!
سما سکیں گے نہ اب سیم و زر نگاہوں میں

وہ دل نواز سراپا وہ نور کا پیکر
نہیں ہے پیش نظر ۔۔ ہے مگر نگاہوں میں

ترے جمال کے رنگوں سے جو فروزاں ہو
وہی ہے رنگِ ہنر معتبر نگاہوں میں

انھی کے اسم سے ٹوٹا فسونِ تیرہ شبی
انھی سے ہے یہ نمودِ سحر نگاہوں میں

افق خیال کا پھر سبز گوں ہوا شاکرؔ
دیارِ نور ہے پھر جلوہ گر نگاہوں میں

❁

۞

گدازِ عشقِ نبی سے پگھل کے آتی ہے
ثنائے خواجۂ بطحا مچل کے آتی ہے

برنگِ شعر کبھی تو برنگِ اشک کبھی
حریمِ دیدہ و دل سے نکل کے آتی ہے

گداز، عشق، محبت، عقیدت و طاعت
یہ سلسبیل قرینے بدل کے آتی ہے

حروف و صوت اگر ساتھ دے نہیں پائیں
تو آنسوؤں کے نگینوں میں ڈھل کے آتی ہے

کبھی یہ حسنِ شمائل کی بات کرتی ہے
کبھی درود کی صورت میں ڈھل کے آتی ہے

یہ بزمِ نعت ہے خود کو سنبھال اے شاعر
یہاں صبا بھی دبے پاؤں چل کے آتی ہے

غزل، قصیدہ، رباعی پہ ہی نہیں موقوف
ہر ایک صنف کے سانچے میں ڈھل کے آتی ہے

غزل کو ناز نہ کیوں کر ہو اپنی قسمت پر
غزل کے روپ میں یہ پھول پھل کے آتی ہے

علاقہ مندی جو ہو جائے نعت سے اس کو
کچھ اور ڈھب سے غزل پھول پھل کے آتی ہے

ہے گو مزاج میں آوارگی بہت اس کے
مگر ادھر کو طبیعت سنبھل کے آتی ہے

پرائے گھر کا اجالا نہیں ہے یہ شاکر
یہ روشنی مرے دل سے نکل کے آتی ہے

یارَسولَ اللہ انظر حَالَنَا

ظلم اپنی جاں پہ میں کرتا رہا
سن کے جاؤک میں در پر آ گیا
بادشاہا! مہربانا! سرورا!
یارَسولَ اللہ انظر حَالَنَا

حالِ دل اپنا سناؤں کس کو میں
داغِ محرومی دکھاؤں کس کو میں
آپ کی ذاتِ گرامی کے سوا
یارَسولَ اللہ انظر حَالَنَا

قلب و جاں کی روشنائی دیجیے
قیدِ عصیاں سے رہائی دیجیے
ہوں اسیرِ پنجۂ حرص و ہوا

یارَسولَ اللہ انظر حَالَنَا

تو ہے ناداروں کا والی یا نبی
میرا دامن بھی ہے خالی یا نبی
آ گیا در پر ترے منگتا ترا

یارَسولَ اللہ انظر حَالَنَا

مفلسوں کے بے کسوں کے دستگیر
ہر قدم پر آپ ہیں میرے نصیر
صدقۂ حسنین مجھ کو ہو عطا
یارَسولَ اللہ انظر حَالَنَا

بحرِ عصیاں میں ہوں میں ڈوبا ہوا
میرے دامن میں حبیب کبریا
کچھ نہیں اشکِ ندامت کے سوا

یارَسولَ اللہ انظر حَالَنَا

مندمل آقا ہوں میرے زخمِ غم
فردِ عصیاں ہو مری اب کالعدم
لغزشوں پر ہو مری چشمِ عطا
یا رَسولَ اللہ انظر حَالَنَا

اے کہ تو ہے بادشاہِ بحر و بر
ہے صدف دل کا مرے اب تشنہ تر
قطرۂ نیسانِ رحمت ہو عطا
یا رَسولَ اللہ انظر حَالَنَا

روح ہے بیمار دل بیمار ہے
اک توجہ آپ کی درکار ہے
زندگی صحرا ہے اک تپتا ہوا
یا رَسولَ اللہ انظر حَالَنَا

پیار سے تیرے یہ من روشن رہے
روح اجلی ہو بدل روشن رہے
دین و دنیا کی بھلائی ہو عطا
یا رَسولَ اللہ انظر حَالَنَا

۞

برنگ بادِ صبا، سوی مرغزار بیا
کشادہ گیسوی مشکیں بہ لالہ زار بیا

بہ کنجِ تیرہ دلم تیرگی فزوں دارم
ز راہِ لطفِ کریمانہ جلوہ بار بیا

کشادہ دامنِ لطف و کرم، بیا جاناں
بدستِ تست کلیدِ کشودِ کار بیا

توئی کریمی، عطا پاشی و خطا پوشی
ز راہِ لطف بہ سوی گناہ گار بیا

دگر پناہ بجز در گہت نمی دارم
فتادہ ام بہ درِ تست خستہ کار، بیا

ضمیرِ غنچہ ز فرطِ ہوا برون آمد
نسیمِ گیسوی مشکین بہ لالہ زار بیا

زہی نصیب رسیدی بہ گوشۂ چشم
بیا ای اشکِ ندامت، ہزار بار بیا

شنیدہ ایم کہ لطفت بہا۔۔ نہ می جوید
بہانہ جوی بباش و بہ سوگوار بیا

ہجومِ رنج، قفس، شامِ غم، دلِ شاکر
بہ سوی کنجِ قفس بہرِ کردگار بیا

قصائد

کعبۂ اہلِ مؤدت تو نہیں تو کون ہے
قبلۂ اہلِ محبت تو نہیں تو کون ہے

کس پہ ہے اتمامِ نعمت کس پہ ہے تکمیلِ دین
خاتمِ دورِ نبوت تو نہیں تو کون ہے

رحمۃ للعالمینی شان ہے زیبا کسے
پیکرِ خلق و مروت تو نہیں تو کون ہے

کس کے آگے سرنگوں ہے ہر بلندی کا غرور
صاحبِ معراج و رفعت تو نہیں تو کون ہے

منزلِ قوسین تک کس کی رسائی ہو سکی
رازدارِ بزمِ وحدت تو نہیں تو کون ہے

بیکراں ہے جس کے دم سے اے رسولِ ہاشمی
کائناتِ دل کی وسعت تو نہیں تو کون ہے

جس کے صدق و عدل کی احسان کی کردار کی
دوست دشمن دیں شہادت تو نہیں تو کون ہے

کفر بھی ہے جس کی سچائی کا مولا معترف
وہ خرد افروز حجت تو نہیں تو کون ہے

کون ہے جس نے دیا ہے علم و حکمت کو فروغ
ختم کی جس نے جہالت تو نہیں تو کون ہے

کس نے بخشا ہے زمانے کو شعورِ زندگی
کس نے کی تہذیبِ امت، تو نہیں تو کون ہے

جز ترے کس کو فلاح و فوزِ انسانی کا غم
خیر خواہِ آدمیت تو نہیں تو کون ہے

کس نے بخشی ہیں جہانِ فکر کو شادابیاں
عقل و دانش کی علامت تو نہیں تو کون ہے

جس کی خاطر سجدہ آدم کو ملائک نے کیا
صاحب اقبال و عظمت تو نہیں تو کون ہے

عالم امثال میں ممکن نہیں تیری مثال
فخرِ حسن و جانِ بہجت تو نہیں تو کون ہے

کون ہے جس نے نفی کی جبر و استبداد کی
جانِ عدل و خیر و برکت تو نہیں تو کون ہے

دوست دشمن معترف کس کی دیانت کے ہوئے
آیۂ صدق و امانت تو نہیں تو کون ہے

اندمالِ زخم جان و دل ترا لطفِ عمیم
سر بہ سر لطف و عنایت تو نہیں تو کون ہے

خیر و شر کے درمیاں ہے فرق تیری ذات سے
روحِ انذار و بشارت تو نہیں تو کون ہے

فخر کرتی ہے نبوت ذاتِ اقدس پر تری
جس پہ اترائے رسالت تو نہیں تو کون ہے

افسرِ سر دفترِ معمورۂ کون و مکاں
اے تمنائے مشیت تو نہیں تو کون ہے

تیرا کردار و عمل ہے تیرے دعوے کی دلیل
آپ ہے جو اپنی حجت تو نہیں تو کون ہے

زیست کے ہر زاویے کو تجھ سے رعنائی ملی
کائناتِ نور و نکہت تو نہیں تو کون ہے

منحصر ہے ذات پر تیری ہی شاکر کی نجات
شافعِ روزِ قیامت تو نہیں تو کون ہے

تو شہنشاہِ شہاں ہے میں فقیروں کا فقیر
میں فرومایہ ہوں تیری نعت ہے آفاق گیر

بے ہنر کس زعم میں توصیف کا دعوی کرے
یہ فقط اوزان و بحر و قافیہ کا ہے اسیر

ذوقِ مدحت میں عقیدت سے قلم ہے سرنگوں
ہے ثنا آہنگ عجب انداز سے لحنِ صریر

یاد نے تیری سرِ مژگاں چراغاں یوں کیا
وادیِ فکر و نظر ہے گوشہ گوشہ مستنیر

تو ازل کی ابتدا ہے تو ابد کی انتہا
عالمِ امکاں ہے پیکر اور تو اس کی ضمیر

تیرا ثانی تیرا ہم سر، تیرا ہمتا کون ہے
کن فکاں کی بزم میں کوئی نہیں تیری نظیر

غم گسارِ خستہ حالاں حامیِ بے چارگاں
رہنمائے گمرھاں افتادگاں کے دستگیر

روشنی جس کی نہ کم ہوگی "الی یوم النشور"
آسمانِ علم و دانش کا ہے تو مہرِ منیر

تیرا دامن چھو کے ہے بادِ صبا نکہت فشاں
تیرا چہرہ دیکھ کر سیراب ہے ابرِ مطیر

ثبت تیرے خُلق کے ہیں خَلق کے دل پر نقوش
تیرے خدوخالِ سیرت امنِ عالم کے سفیر

اندمالِ زخمِ دل تیرے جوامع الکلم
تیرے لہجے کا ترنم دل گداز و دل پذیر

ماورائے حدِ فہم و عقل ہے تیرا وجود
ذات تیری شاہ کارِ قدرتِ ربِ قدیر

تیرا دشمن دو جہاں میں ابتر و خوار و زبوں
تجھ کو مولا نے بنایا صاحبِ خیرِ کثیر

تیرا اسوہ رہ نمائے شاہراہِ زندگی
ذات تیری خیر و شر کے درمیاں ہے اک لکیر

دخترانِ پاک طینت محوِ استقبال ہیں
"من ثنیاتِ الوداع" مطلعِ بدرِ منیر

"اننی فی بحر همٍّ مغرق" یا مرشدی
"خذ یَدِی سَھِّل لَنَا اَشکالَنَا" یا دستگیر

فکر کرتی ہے طوافِ روضۂ شاہِ امم
وادیِ جاں میں ہے رنگ و نور کا جمِّ غفیر

راحتِ قلب و نظر ہیں دشتِ طیبہ کے ببول
سنگ پارے ہیں تری گلیوں کے آئینہ نظیر

رات لیتی ہے بلائیں زلفِ عنبر کیش کی
چہرۂ انور پہ ہوتا ہے فدا بدرِ منیر

میں ہوں شاکر وقفِ نعتِ سرورِ دنیا و دیں
ذلک من فضلِ ربی ذلک الفوز الکبیر

❁

لبِ خیال پہ روشن ہوا جو اسمِ ودود
جبینِ دل میں مچلنے لگے ہزاروں سجود

ترے ہی حکم سے ترتیب ہے عناصر میں
ترے ہی اذن سے قائم ہے اعتبارِ وجود

ترے لیے ہے مری عاجزی، مرا اخلاص
مرے قیام و تحیت مرے رکوع و سجود

ترے ہی ذکر سے انفاس میں تموّج ہے
ترے ہی فکر سے نغمہ سرا ہے سازِ وجود

ترے لیے ہے سبھی کچھ مرا تو کچھ بھی نہیں
مری حیات مری موت میری بود و نبود

پکارتا ہوں تجھی کو ترا سوالی ہوں
تو میرا خالق و رازق ہے مالک و معبود

رواں دواں ہے رگ و پے میں کائنات کے تو
ہے تیری شان کی ہر روز اک نرالی نمود

ترے جمالِ جہاں تاب کے مظاہر ہیں
یہ مہر و ماہ یہ قوسِ قزح یہ چرخِ کبود

ازل سے تا بہ ابد حکم ہے رواں تیرا
تمام ملک ہے تیری عدم ہو یا موجود

تری نگاہ سے پوشیدہ شے نہیں کوئی
ہے تیرے اذن کے تابع ہر اک غیاب و شہود

ترے خلیل کو خوف و خطر نہ رنج و الم
ترے کرم سے ہے گل زار، آتشِ نمرود

ترے رسول ہوئے ہیں لکل قوم ھاد
مسیحؑ و موسیٰؑ و ہارونؑ و یونسؑ و داؤدؑ

خلیلؑ و صالحؑ و الیاسؑ و یوسفؑ و ایوب
ذبیحؑ و یوشعؑ و اسحاقؑ و نوحؑ و لوطؑ و ہودؑ

ہر ایک باغی و طاغی کو پایمال کریں
برنگِ صاعقہ ورعد و برق تیرے جنود

سبھی قبیح تمدن مٹا دیے تو نے
یہی تھی عاقبتِ کارِ قومِ عاد و ثمود

تری عطاؤں کا اندازہ و شمار نہیں
مگر یہ حضرتِ انساں "لربہ لکنود"

الٰہی تیرا کرم ہے کہ دشتِ شب میں ہوئی
برنگِ بعثتِ ختم الرسل سحر کی نمود

حبیب اپنا عطا کر دیا ہمیں تو نے
ازل سے تا بہ ابد ہے جو شاہد و مشہود

حبیب ایسا دیا ہے کہ اس کی راہوں میں
نہ کوئی سنگ تعطل نہ کوئی رنگ جمود

ہے جس کے ہاتھ میں کونین کی زمامِ کار
نگاہِ لطف ہے جس کی کلید بست و کشود

وہ روح صدق و صفا آبروئے کون و مکاں
وہ آفتاب ھدا، آبشار رحمت و جود

بلند پرچمِ توحید جس کے دم سے ہوا
ہوئے ہیں راستے سب کفر و شرک کے مسدود

وہ جس کے عدل کے قائل سبھی حلیف و حریف
ہر ایک حسن تمدن کی جس کے دم سے نمود

وہ جس کی سیرت اطہر ہے رہنمائے جہاں
وہ جس کا اسوۂ کامل ہے خلق کی بہبود

وہ جس نے تفرقہ رنگ و نسل ختم کیا
عرب عجم کی مٹائیں سبھی حدود و قیود

بنے ہیں حمد کے صیغے سے سارے نام اس کے
وہ ہے محمدؐ و احمدؐ وہ حامد و محمودؐ

اسی کی مدح سرا ہے یہ بزمِ کون و مکاں
اسی کی مدح میں پہلو ہیں حمد کے موجود

خدا کا حکم ہے "صلو علیہ۔۔ تسلیما"
ہے نعتِ پاک بھی اک صورت سلام و درود

اسی کی بارگہ ناز میں بہ عجز و نیاز
کچھ اب برنگ غزل از پئے حضور و درود

نشاطِ روح و بدن، قلب کا سرور درود
شعور و فکر کی تابش نظر کا نور درود

کلی کلی کی جبیں پر درود کی شبنم
ضمیر غنچہ میں خوشبو کا ہے وفور درود

پئے درود سجی ہے یہ بزم ماہ و نجوم
فصیل شب سے نمود سحر کا نور درود

نسیم صبح کا دامن درود سے مہکا
سحر گداز ہوا نغمۂ طیور درود

شکستہ دل کی دعا میں اثر درود سے ہے
ہے ناصبور دلوں کے لیے صبور درود

خدائے پاک درود و سلام بھیجتا ہے
وظیفۂ ملک و جن و انس و حور درود

حریم شاہ میں نزدیک و دور سے پہنچے
قریب و دور کا ہرگز نہیں حضور درود

مرا بھرم ہے مرا اعتبار ہے شاکر
درود فخر مرا ہے، مرا غرور درود

❁

نظر کا نور دلوں کے لیے قرار درود
عقیدتوں کا چمن روح کا نکھار درود

چراغ ایسا کہ ظلمت کدے چمک اٹھیں
غموں کی دھوپ میں ہے ابرِ سایہ دار درود

ہمارے جذبۂ ایماں کی پرورش کر کے
بنائے دین کو کرتا ہے استوار درود

درود روح کی بالیدگی کا ساماں ہے
جبینِ شوق کو دیتا ہے اک نکھار درود

درود نغمۂ نعتِ نبی کی سرگم ہے
سدا بہار دعاؤں کا ہے وقار درود

گلاب ذہن کے پردوں پہ کھلنے لگتے ہیں
مری زباں پہ جب آتا ہے مشک بار درود

درود زمزمہ وقت ہے ، ترانہ ہے
حریمِ ذات میں پڑھتا ہے کرد گار درود

جبینِ قلب پہ شاکر رقم ہے یہ تحریر
درود، سرورِ عالم پہ بار بار درود

❁

عقیدتوں کے مدینے کا تاجدار درود
عبادتوں کے قرینے کا اعتبار درود

زہے نصیب کہ بزم فروغِ نعت میں ہوں
برنگِ شعر زباں پر ہے کیف بار درود

سجی ہے آج درود و سلام کی محفل
ہزار بار سلام ان پہ صد ہزار درود

سلام چہرۂ انور پہ نور بار سلام
درود گیسوئے مشکیں پہ مشک بار درود

سلام گوشۂ ابرو پہ دلنشین سلام
درود عارضِ تاباں پہ تاب دار درود

سلام جنبشِ انگشتِ مہ شکن پہ سلام
درود دستِ سخا پر ہزار بار درود

خرامِ صبحِ محمدؐ پہ پرخرام سلام
قیامِ لیلِ محمدؐ پہ استوار درود

عجب ہے خندۂ نیمہ لبی کی رعنائی
تبسمِ ملکوتی پہ لالہ زار درود

دمِ تبسمِ قدسی وہ جھانکتے موتی
درود سلکِ جواھر پہ آب دار درود

اگر نہ آلِ محمدؐ کا ذکر ہو اس میں
نگاہِ مصطفوی میں ہے بے وقار درود

سلام تشنہ لبانِ فرات پر ہر دم
شہیدِ کرب و بلا پر ہو اشک بار درود

سلام زینب و کلثوم کی رداؤں پر
درود پردہ نشینوں پہ پردہ دار درود

سلام چھوٹے علی کی بڑی شہادت پر
درود ننھی سکینہ پہ بے قرار درود

سلام، راکبِ دوشِ نبی پہ نازاں ہے
سوارِ نیزہ پہ کرتا ہے افتخار درود

سلام قافلے والوں کی بے نوائی پر
درود عابدِ بیمار پر ہزار درود

حسن، حُسین، علی اور سیدہ زہرا
نبی کے سارے گھرانے پہ بے شمار درود

وفورِ جوشِ مودت سے بھیجیے شاکر
ریاضِ آلِ مُحمّدؐ پہ پُر بہار درود

❁

چھڑا ہے بزم تخیل میں پھر ثنا کا سرود
نوائے شوق کی لے ہے ہر ایک لمحہ فزود

افق خیال کے پھر مشک بار ہونے لگے
سلگ رہی ہے تمنا برنگِ عنبر و عود

فضا میں سبز ردا پھر سے لہلہانے لگی
سرور و کیف میں ڈوبا ہے پھر سے میرا وجود

ریاضِ خلد میں پھر معتکف ہوا ہے خیال
قرینِ اِستنِ حنانہ و سریر و وفود

چراغِ طاقِ حرم ہے نگاہ میں روشن
سماعتوں میں مچلنے لگے نشیدِ درود

مدینہ جانے کا ارمان پھر مچلنے لگا
ہوا مدینہ مری کائنات کا مقصود

مدینہ جاؤں مگر سوچتا ہی رہتا ہوں
کہاں مدینہ، کہاں یہ وجودِ نامسعود

سفر ہو جب بھی مرا جانبِ عدم شاکر
میری زبان پہ جاری ہو حمد و نعت و درود

پھر تصور ہے حاضرِ دربار
پھر دھنک رنگ ہیں مرے افکار

پھر تخیل میں سبز پھول کھلے
پھر فضائے نظر ہے لالہ زار

جان و دل میں ضیا اترتی ہے
روح شاداب ہے تو دل سرشار

نطق آمادۂ تکلم ہے
از پئے نعتِ سید ابرار

پھر مقدر کا بخت چمکا ہے
اوج پر پھر ہے طالعِ بیدار

میں کہاں اور کہاں ثنا تیری
عجز سے خم ہے خامۂ پرکار

فہم و فکر و شعور عاجز ہیں
آبلہ پا ہے قوتِ اظہار

دشت و کہسار سب ہیں مدح سرا
محو نعتِ نبی ہیں سب گل زار

اے غنی تیرا شاعرِ نادار
لے کے آیا ہے نعت کے اشعار

ہم دم و غم گسارِ خستہ دلاں
مفلسوں بے کسوں کے چارۂ کار

خار زارِ جہاں ہو یا محشر
کون ہے جز ترے مرا غم خوار

تیری سیرت ہے رہبرِ عالم
تیرا اسوہ ہے عظمت کردار

از ازل تا ابد ضیا تیری
سب زمانے ترے علم بردار

تجھ سے فکر و نظر میں رعنائی
جان و دل میں ہے بارشِ انوار

ضامنِ امن ہے تری سیرت
تیرا اسوہ ہے عافیت کا حصار

عزم و ہمت کا تو ہے کوہِ گراں
صدق و اخلاص و عدل کا معیار

خوش ادا خوش جمال و خوش اخلاق
خوش لقا خوش نہاد و خوش اطوار

خوش دل و خوش خیال و خوش انداز
خوش نوا خوش خصال و خوش گفتار

سر بہ سر نور و سر بہ سر خوشبو
سر بہ سر خلق و سر بہ سر کردار

تو ہے عنواں جریدۂ کن کا
کلکِ فطرت کا اولیں شہکار

سنگ بھی موم خو ہوئے جس سے
اللہ اللہ وہ نرمیِ گفتار

سب کھنچے آتے ہیں تری جانب
اللہ اللہ وہ گرمیِ بازار

سب تمدن ہیں خوشہ چیں تیرے
ساری انسانیت ہے زیرِ بار

سازِ ہستی میں زمزمے تیرے
دشتِ امکاں ہے تجھ سے باغ و بہار

بے اماں دھوپ کی مسافت میں
تیرے لطف و کرم کے ہیں اشجار

رب اکبر رفیق اعلی ہے
طائرِ سدرہ غاشیہ بردار

خار زارِ جہاں ہو یا محشر
کون ہے جز ترے مرا غم خوار

عرضِ مطلب نہ تھی مرے بس میں
دیدۂ تر نے کر دیا اظہار

خانۂ دل میں تیرا مسکن ہو
وادئ جاں ہو تیری راہ گذار

تجھ کو زیبا ہے تاجِ محبوبی
تیرے سر سروری کی ہے دستار

آسماں ہے وہ سر زمیں جس میں
جلوہ فرما ہیں احمدِ مختار

وہ مدینہ وہ کشور انوار
قبلۂ شوق کعبۂ افکار

کوئی دیکھے جو دیدۂ دل سے
ذرہ ذرہ ہے اس کا گوھر بار

سنگ بھی مہرباں ہیں طیبہ کے
ہیں مدینے کے خار بھی غم خوار

اھلِ ہجرت کا ملجا و ماویٰ
ساحلِ امن قریۂ انصار

مرجعِ شش جہات شہرِ نبیؐ
محورِ ماہ و مہر و لیل و نہار

شاہدِ عزم و استقامت ہیں
خندق و بدر کے یہاں آثار

بھائی چارے کی سرزمیں طیبہ
ایک ہیں سب مہاجر و انصار

امن و یک جہتی و رواداری
یہ مدینہ ہے خطۂ اقدار

سخت مضطر ہوں اب مدد کیجیے
اے دو عالم کے والی و مختار

لے کے آیا ہوں آپ کے در پر
یہ دلِ زار و جانِ پر آزار

لے کے حاضر ہے عجز کی دولت
تیرا ابرار، سیدِ ابرار

۞

درودِ تاج

الٰہی ان پہ درود سلام بھیج مدام
سجا ہے قرب و معیت کا جن کے سر پہ تاج
براق جن کا ہے مرکب وہ صاحب معراج
علم زمان و مکاں میں بلند ہے جن کا
بلائیں جن کے وسیلے سے دور ہوتی ہیں
نجات قحط سے ملتی ہے رنج مٹتے ہیں
شفا مریض کو ملتی ہے نام سے ان کے
وہ نامِ نامی
جو رفعت کی اک علامت ہے

بلندیوں کے جریدے کی سبز پیشانی
وہ نام ---ارفع و اعلا بلند و بالا ہے
وہ اسم ---جس پہ شفاعت بھی ناز کرتی ہے
وہ ایک نقش---
جو لوح و قلم کی زینت ہے
وہ نقش اسم مُحَمَّدؐ سے ہی عبارت ہے

❁

الٰہی ان پہ درود و سلام بھیج مدام
عرب کے سید و سرور عجم کے تخت نشیں
وہ جن کا جسم مقدس حرم میں کعبہ میں
محبتوں کا امیں، خوشبوؤں کا مسکن ہے

❁

الٰہی ان پہ درود و سلام بھیج مدام
وہ چاشت گاہ کے سورج اندھیری رات کے چاند
علو و رفعت و عظمت کے جو ہیں صدر نشیں
وہ جن کی ذات ہدایت کا نورِ کامل ہے

جو ظلمتوں میں ہیں روشن چراغ کی صورت
پناہ گاہِ خلائق ہیں رحمت عالم
وہ امتوں کے شفیع اور خوش خصال نبیؐ
بہت کشادہ ہے دامانِ لطف و جود و کرم

❁

الٰہی ان پہ درود و سلام بھیج مدام
خدا ہے جن کا نگہبان فرشتہ خادم ہے
سفر ہے عالم بالا کا اور سواری کو
براق، جس کی سبک گامی و خرامی کی
نہ کوئی حد ہے نہ اندازہ و قیاس کوئی
مقامِ قرب میں سدرہ سے بھی کہیں آگے
حصولِ منزلِ قوسین ان کا مقصد ہے
خدا گواہ! یہ مقصد بھی ان کو حاصل ہے

❁

الٰہی ان پہ درود و سلام بھیج مدام
سبھی رسولوں کے سردار خاتم و خاتم
وہ جن پہ ختم ہوا سلسلہ نبوت کا

گناہ گاروں کے شافع، مسافروں کے انیس

وہ جن کا دامن رحمت محیطِ عالم ہے

ہیں عاشقوں کے دل و جاں کے واسطے راحت

جو اہل شوق کے دل کی مراد ہیں مولا!

جو عارفوں کے لیے آفتاب ہیں مولا!

چراغ راہ ہیں اھل سلوک کی خاطر

مقربین خدا کے لیے ہیں راہ نما

فقیر ہو کوئی مسکین ہو مسافر ہو

ہر ایک درد کے مارے سے پیار ہے ان کو

۞

الٰہی ان پہ درود و سلام بھیج مدام

وہ جن و انس کے سردار، سرورِ عالم

وہ پیشوائے دو قبلہ ہیں دو حرم کے نبی

وسیلہ دونوں جہانوں میں وہ ہمارا ہیں

وہ حق تعالیٰ کے اتنے قریب تک پہنچے

کہ دو کمانوں سے کم فاصلہ رہا باقی

وہ دونوں مشرق و مغرب کے رب کے ہیں محبوب

حسنؑ حسینؑ کے نانا ہیں جدّ امجد ہیں

خدا نے نام رکھا ہے محمدؐ و احمدؐ

کنیت ان کی ابو القاسم ابن عبد اللہ

خدا کے نور سے پیدا ہوا ہے نور ان کا

اے عاشقان نبیؐ۔۔۔!

مصطفیٰؐ کے پروانو۔۔۔!

جمال چہرۂ انور کے مست متوالو!

رسول پاکؐ پر اور ان کی آل پر بھیجو

مدام اور بہ کثرت درود اور سلام

الٰہی ان پہ درود و سلام بھیج مدام

واللیل اذا عسعس

قسم ہے۔۔۔
تاریک رات کی جب وہ پھیل جائے
قسم ہے
گہری سیاہ چادر میں منہ چھپائے ہوئے فلک کی
قسم ستارے کی۔۔!
۔۔۔۔جو شبِ تار میں ہو ظاھر
تمہیں خبر ہے۔۔؟
کہ شب کے گہرے، مہیب اور تہ بہ تہ اندھیروں میں
روشنی کا سراغ لے کر۔۔۔چراغ لے کر۔۔۔چمکنے والا

وہ اک ستارہ ہے۔۔۔ نجم ثاقب
قسم ہے۔۔۔
مجھ کو شہابیوں کی۔۔۔ جو نار زادوں کو۔۔۔ ظلمتوں کے پجاریوں کو
مشیتِ حق سے رجم کر کے انہیں بھگائیں
قسم ہے۔۔۔ تاریک شب کی

جب وہ
شکست خوردہ
تمام تر ہولناکیوں کو
تمام تر تیرہ دامنی کو
سمیٹ کر الٹے پاؤں بھاگے
قسم۔۔۔ اجالوں کی نامہ بر صبح کی
وہ جب سانس لے کے جاگے
صباحتوں کو جلو میں لے کر
مہکتی سانسوں سے پورے ماحول کو جگائے
یہ صبح زندہ کی شبنمی غسل سے نکھرتی وجیہہ سیما
یہ نور و نکہت کا دل کش و جان گداز پیکر
یہ خوش بوؤں کا حسیں سراپا

وجاہتوں کا فروغ کس کے حسین چہرے کی روشنی ہے
یہ کس کے عکسِ جمیل کی خوش خرامیاں ہیں
قسم ہے
تاریک شب کے رب کی
قسم ہے تاریکیوں میں لپٹے فلک کے رب کی
قسم۔۔ستارے کے قادر و لایزال رب کی
قسم۔۔۔شیاطین کو بھگاتے شہابیوں کے عظیم رب کی
قسم ہے
شب کو شکست دے کر
حیاتِ نو کی نوید لے کر طلوع ہوتی ہوئی سحر کے
کریم رب کی
یہ صبحِ صادق یہ نوبتِ آخرینِ شب تو
مرے سراجِ منیر کے رخ کا ایک پر تو ہے۔۔اک تجلی ہے
اک کرن ہے

نہج البلاغہ

قسم! "قلم" کی

قلم، جو ہے علم کا ذریعہ

قلم، کہ جس کی خدا نے حرمت بیان کی ہے

قلم، ذریعے سے جس کے

حق نے علوم کے باب وا کیے ہیں

قلم، کہ جس کے لکھے ہوئے کی

خدا نے سوگند بھی اٹھائی

قلم جو اک باب آگہی ہے

قلم جو قرطاس کا نگیں ہے

جہانِ عرفان و علم و حکمت کا شہ نشیں ہے

قلم جو تخلیق اولین ہے

اسی قلم کی مجھے قسم ہے

یہ جوئبار معارف و دانش و کیاست

یہ سلسبیل فصاحت و کوثرِ لطافت

یہ رود بارِ کلامِ حکمت

یہ منہجِ خوش مقالی و ندرت و بلاغت

الٰہیاتی مباحث و فلسفہ کا اک بے بہا خزینہ

پیامِ وحدت،

کتابِ کردار و حسنِ اخلاق کا قرینہ

بیان و طرزِ ادا کی چتون

نقوش فطرت کی چہرہ پردازیوں کا مصدر

معاشرت، عدل اور تمدن کے

ضابطوں کا عظیم مخزن

کلامِ مولا

کلامِ خالق سے کم فرو ہے

تو جن و انساں کے جملہ کلمات سے ہے برتر

صبا کے لہجے میں

خوش بوؤں سے بھرا تکلم،

یہ کس کی رعنائیوں کے عکسِ جمیل کا ہے حسین پیکر؟

جو مجھ سے پوچھو!

یہ میرے آقا، خدا کے محبوب، مرسلِ حق، نبیِ رحمت ﷺ

جو افصح و ابلغِ عرب ہیں

جنابِ حق سے عطا ہوا جن کو جامعیت بھرا تکلم

انہی کے معجز نما لعابِ دہن کی گھٹی کا ہے کرشمہ

انہی کی آغوش کا اثر ہے

قلم جو تخلیق اولیں ہے

اسی قلم کی مجھے قسم ہے

باب شہرِ علم بر ما باز شد
یا علی گفتیم و عشق آغاز شد

رباعیات

فضائلِ امیر المؤمنین علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم

قال علیہ السلام

أَلنَّظْرُ إِلَی وَجْهِ عَلِیٍّ عِبَادَةٌ.
رَوَاهُ الْحَاكِمُ وَالطَّبَرَانِی

اللہ کے گھر ان کی ولادت ہونا

محراب میں مسجد کے شہادت ہونا

یہ مرتبہ جز ان کے ملا ہے کس کو

چہرے کی زیارت کا عبادت ہونا

❁

قال علیہ السّلام

مَنْ آذٰی عَلِيًّا فَقَدْ آذَانِي.
رَوَاهُ أَحْمَد.

اے درپئے آزارِ علیؑ ہوش میں آ

فرمانِ رسولِؐ مدنی سن لے ذرا

ایذائے علیؑ کا جو ہوا ہے درپے

ہے باعثِ آزارِ رسولِؐ بطحا

قال علیہ السّلام
أَمَا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هٰرُونَ مِنْ مُوسَى؟
إِلَّا أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي... متّفقٌ عَلَيْهِ

عم زاد بھی ہیں اور ہیں مواخات میں بھائی
تکریم یہ حصے میں انہی کے آئی
حاصل ہے علیؑ کو بھی نبیؐ سے نسبت
ھارونؑ نے موسیٰؑ سے جو نسبت پائی

❁

قال علیہ السّلام

مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ.

رَوَاہُ التِّرْمِذِیّ.

واجب ہے مسلماں پہ مؤدت ان کی

ہر اہل مؤدت پہ اطاعت ان کی

اکرام کسی اور کے حصّے میں نہیں ہے

"منْ کنْت" سے ظاہر ہے ولایت ان کی

قال علیہ السّلام

أَنَا مَدِيْنَةُ الْعِلْمِ وَ عَلِيٌّ بَابُهَا فَمَنْ أَرَادَ الْمَدِيْنَةَ فَلْيَأْتِ الْبَابَ.
رَوَاهُ الْحَاكِم

تفضیل کا تعلیم سے ہے اندازہ
ھل یستوی[۳] قرآن کا ہے آوازہ
اکرام کسی اور کا شاکر کب ہے
ہیں شہر نبیؐ اور علیؑ دروازہ

(۳) قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ۔ ترجمہ: آپ فرما دیجیے کیا علم والے اور بے علم برابر ہیں ؟(سورۃ الزمر آیت نمبر ۹)

قال علیہ السّلام

عَلِیٌّ مَعَ الْحَقِّ وَالْحَقُّ مَعَ عَلِیٍّ
رَوَاہ ابن عساکر

ہر قول میں تم ان کے ثقاہت مانو
ہر فعل میں تم ان کے صلابت مانو
اکرام کسی اور کا "شاکر" کب ہے
الحق مع۔۔ اس پہ شہادت مانو

قال علیہ السلام
مَا انْتَجَیْتہ وَلَکِنَّ اللّٰہ انْتَجَاہ.
رَوَاہ التِّرْمِذِیؒ.

حیدرؑ سے پیمبرؐ نے جو کی سرگوشی
لوگوں کو تجسس بھی ہوا حیرت بھی
فرمایا پیمبرؐ نے کہ "یہ راز کی بات
میں نے نہیں کی بلکہ خود اللہ نے کی

قال علیہ السّلام

أَنْ لَا یُحِبَّنِیْ إِلَّا مُؤْمِنٌ وَّلَا یُبْغِضَنِیْ إِلَّا مُنَافِقٌ.

رَوَاہُ مُسْلِمٌ.

ایمان کا حصہ ہے وِلائے مولاؑ

یہ عہد علیؑ سے ہے نبیؐ نے باندھا

"مومن کو فقط تجھ سے محبت ہوگی

جو بغض رکھے گا وہ منافق ہوگا"

قال علیہ السّلام

أَوَّل مَنْ أَسْلَمَ عَلِیٌّ. رَوَاہ التِّرْمِذِیّ.

بعِثَ النَّبِیّ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یَوْمَ الْإِثْنَیْنِ وَصَلَّی عَلِیٌّ یَوْمَ الثّلَاثَاءِ. رَوَاہ التِّرْمِذِیّ.

اللہ کا وہ شیر وہ اسلام کا غازی
ہے علم و شجاعت میں کوئی اس کا موازی؟
مولد ہے اگر کعبہ تو مشہد بھی ہے مسجد
وہ مؤمنِ اوّل ہے وہی پہلا نمازی

قال علیہ السلام

إِنَّ عَلِیًّا مِّنِّیْ وَأَنَا مِنْہ وَھوَ وَلِیّ کلِّ مؤْمِنٍ بَعْدِیْ.
رَوَاہ التِّرْمِذِیّ.

پیغمبر اسلام کا فرمانِ جلی ہے
”لا ریب علی سے ہوں میں اور مجھ سے علی ہے
(اے مؤمنو! یہ بات فراموش نہ کرنا)
ہر صاحبِ ایماں کا مرے بعد ولی ہے“

قال علیہ السلام

عَلِيٌّ مِنِّي وَأَنَا مِنْ عَلِيٍّ، وَلا يُؤَدِّي عَنِّي إِلَّا أَنَا أَوْ عَلِيٌّ.
رَوَاهُ التِّرْمِذِي

پیغمبر ذی شان کا فرمانِ جلی ہے
"بے شبہ علی سے ہوں میں اور مجھ سے علی ہے
کوئی مری جانب سے ادا کر نہیں سکتا
الا کہ میں خود یا مری جانب سے علی ہے"

قال علیہ السّلام

أَنْتَ أَخِيْ فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ.

رَوَاهُ التِّرْمَذِی

تھے یارِ وفادار، فدائی، بھائی
انصار و مہاجر سبھی بھائی بھائی
پیغمبرِ اکرمؐ نے یہ فرمایا علیؑ سے
دارین میں تم ہو مرے بھائی، بھائی!

قال علیہ السّلام

مَنْ سَبَّ عَلِیًّا فَقَدْ سَبَّنِیْ.
رَوَاہُ أَحْمَدُ وَالْحَاکِم.

سن لیجیے۔۔! کوئی عجمی ہو کہ حجازی
غازی ہو کہ قاضی ہو کہ ہو کوئی نمازی
فرمانِ پیمبرؐ ہے کہ مَنْ سَبَّ عَلِیًّا
بے شک ہے مری ذات پہ دشنام طرازی

قال علیہ السّلام

طُوبٰى لِمَنْ أَحَبَّكَ وَصَدَّقَ فِيكَ.
رَوَاهُ الْحَاكِم وَ أَبُو يَعْلَىٰ.

عمارؓ سے حاکم نے بیاں کی ہے روایت
فرمایا کہ میں نے سنا: فرمودۂ حضرتؐ
"جو شخص علی کا ہے محب اور مصدق
اس شخص کو دے دو مری جانب سے بشارت"

قال علیہ السلام

وَيْلٌ لِمَنْ أَبْغَضَكَ وَكَذَّبَ فِيكَ
رَوَاهُ الْحَاكِمُ وَأَبُو يَعْلَى.

عمارؓ سے ہے مسندِ یعلیٰ میں روایت
فرمایا علیؑ سے یہ نبیؐ نے بفصاحت
"ہر شخص جو مُبغِض ہے مکذب ہے تمہارا
اس شخص کا مقسوم ہلاکت ہے ہلاکت"

قال علیہ السّلام

قَالَ إِنَّا كُنَّا لَنَعْرِفُ الْمُنَافِقِيْنَ نَحْنُ مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ
بِبُغْضِهِمْ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ.
رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

فرماتے ہیں خدریؓ کہ ہم انصار مدینہ
رکھتے تھے منافق کی پرکھ کا یہ قرینہ
بدباطن و عیار سمجھ لیتے تھے اس کو
جس کو ہو علیؑ سے حسد و نفرت و کینہ

قال علیہ السّلام

أَنَا سَیِّدُ وُلْدِ آدَمَ وَ عَلِیٌّ سَیِّدُ الْعَرَبِ.
رَوَاهُ الْحَاكِم.

ہے عائشہ صدیقہؓ سے مروی یہ روایت
سن لیجیے۔۔۔! فرمانِ رسولِ رحمتؐ
میں سید و سردارِ بنی آدم ہوں
اور بہرِ علیؑ اہلِ عرب کی ہے سیادت

❁

سیّدنا حسن مجتبیٰ علیہ السلام

درِ نایاب از درجِ خیر النساءؑ
لولوی پاکِ از بحر شیرِ خدا

ابنِ ھاروںؑ کے نام پر جن کا نام
مصطفیٰ نے محبت سے "شبر" رکھا

حسن کردار و عادات و اطوار میں
ہے سراپا شبیہ رسول خدا

خلق پر جس کے خلقِ نبی ضو فگن
جس کا چہرہ ہے عکسِ رخِ مصطفیٰ

جس کا دل ہے تجلی گہِ نورِ حق
جسم ہے جس کا آئینۂ اجتبا

حلم اور برد باری میں کوہِ گراں
علم و حکمت میں حاصل جسے اصطفا

آسمانِ امامت کا ماہِ مبیں
ناز جس پر کرے روحِ صدق و صفا

جس کی دانش نے دی بربریت کو مات
صلح نے امن کا بول بالا کیا

وہ چراغِ ابد ماہِ روشن جبیں
روئے دینِ متیں جس نے روشن کیا

جملہ افعالِ او ہمچو نامش حسن
حسنِ ظن، حسنِ تدبیر و حسنِ ادا

سیدِ نوجوانانِ خلدِ بریں
رَوح و ریحانِ باغِ شہِ انبیا

آن جگر گوشۂ بنتِ شاہِ امم
پارہ ای از تنِ پاکِ خیرالوریٰ

اوّلین غنچۂ بوستانِ بتولؑ
چارمین رکن از بزمِ آلِ عبا

وز خلافت بدانید اے محترم!
پنجمین فردِ راشد بہ فضلِ خدا

آن کہ اوجِ فلک سرنگون بر درش
آن کہ بر سفرہ اش بود حاتم گدا

"وہ حسن مجتبیٰ سیدالاسخیا
راکبِ دوشِ عزت پہ لاکھوں سلام"

سیّدنا امام حسینؓ بن علی ابنِ ابی طالبؓ

مصرعۂ مدحِ حسین ابن علیؓ ڈھونڈتا ہوں
گلشنِ شعر میں اک سروسہی ڈھونڈتا ہوں

دیدۂ نطق میں جو بن کے طراوت اترے
حرف شیریں کوئی اے تشنہ لبی ڈھونڈتا ہوں

میں اسے کندہ کروں لوحِ جبینِ دل پر
اک ترا نقش کف پائے جلی ڈھونڈتا ہوں

لے کے جائے جو مجھے دشتِ بلا کی جانب
قریۂ جاں میں کوئی ایسی گلی ڈھونڈتا ہوں

مجھ کو خوش آئی نہ واعظ! یہ تری دو عملی
یک دلی، یک عملی، یک جہتی ڈھونڈتا ہوں

روئے احساس پہ ہے رنگ ندامت کا وفور
مصلحت کیش ہوں اور حق سخنی ڈھونڈتا ہوں

دستکیں دیتا ہوں میں اہلِ نظر کے در پر
کربلا میں سببِ بے سببی ڈھونڈتا ہوں

نسبت و نام تو ہے مجھ کو میسر شاکر
ان کے کردار سے پیوند جلی ڈھونڈتا ہوں

✿

ثنائے سبطِ پیمبر میں شعرِ تر آیا
سخن کے دشت میں ہر نخل بار وَر آیا

ہر ایک نقشِ جلی آیۂ مؤدت کا
بکھر کے ریت کی تختی پہ اور ابھر آیا

سیاہِ شام اجالوں کو مات دے نہ سکی
سناں کی نوک پہ خورشید لوٹ کر آیا

رکی جو نبض تری، نبضِ دین چلنے لگی
تو سر بلند تھا سو اب بلند سر آیا

ضمیر آیۂ "وانحر" کو کھولنے کے لیے
سوارِ دوشِ پیمبرؐ زمین پر آیا

نشیبِ کرب و بلا میں لہو لہو ہو کر
فرازِ روحِ شہادت کے بام پر آیا

ولید و عتبہ و شیبہ کے وارثو۔۔! سن لو
کتابِ حق میں تمہارے لیے بتر آیا

جوازِ بیعتِ ارذل کا جب سوال اٹھا
جواب صرف بہتّر کا معتبر آیا

بھڑک رہی ہے مرے خوں میں آتشِ انکار
مری سرشت میں کربل سے یہ شرر آیا

نمازِ عشق کی خاطر سرِ نیازِ حسینؑ
بزیرِ خنجرِ خوں خوار جھوم کر آیا

ولائے سبطِ پیمبرؐ کا فیض ہے شاکر
میں بے ہنر ہوں مجھے کب کوئی ہنر آیا

❁

مقسوم گر ہو چشمِ عزا گر کی روشنی
پھر کیا کرے کوئی مہ و اختر کی روشنی

حیرت زدہ ہے باغِ جناں کا ہر ایک پھول
صحرا سے پھوٹتی ہے گلِ تر کی روشنی

ھر تیرہ بخت ابتر و بدحال ہو گیا
ہے چار دانگ سورۂ کوثر کی روشنی

اے ارضِ کربلا ترے قربان جائیے
اتری ہے تجھ پہ آیۂ "وانحر" کی روشنی

گل ہو گئے چراغ نویں شب کے جس گھڑی
پھیلی افق افق پہ بہتّر کی روشنی

تیرے ہر ایک حربے کو ناکام کر گئی
اے شب نژاد! خندۂ اصغر کی روشنی

کب ہے شب سیاہ کو تابِ مقابلہ
نیزے سے بٹ رہی ہے ترے سر کی روشنی

شاکر اثر ہے میرے لہو کے چراغ کا
مانگی ہوئی نہیں میرے اندر کی روشنی

امام علی بن موسیٰ، رضاؑ

❁

تو آن گلی کہ ترا آسمان جبین بوسد
ملک ز عرش فرود آمدہ زمین بوسد

زِ شوق غنچہ قبا چاک زد بہ صحنِ چمن
صبا زِ فرط ہوا زلف عنبریں بوسد

نثار چشمہ زمزم بر آبِ رخسارش
بہ حلقہ، بابِ حرم دست نازنین بوسد

نگاہِ دیدۂ اسود بدیدنش مشتاق
بہ حسرتیست کہ آن لعلِ انگبین بوسد

چوں صبح دم علم در گہش سر افرازد
سپہر از رہِ عجز آیۂ مبین بوسد

چو گردباد دلم گردِ طوس می رقصد
گہی یسار ببوسد گہی یمین بوسد

الہٰی شاکرِ بی مایہ آرزو دارد
ہمین کہ سنگِ درِ شاہِ ہشتمیں بوسد

آئینہ تشخص میں اترتی روشنی

لایق تحسین ہے وہ زبان جو ذکرِ مصطفی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے معطر رہے، باعث فخر ہے وہ دل جس میں عشق نبی کی شمع روشن ہوجائے، قابلِ تقلید ہے وہ قلم جو سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی شان کے موتی پرو کر قرطاس کو معتبر کر دے۔اور باعث رحمت ہے وہ ذہن جو خوشبوئے اسم مُحمَّدؐ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے معطر رہے اور ہر ہر لمحہ اپنے گردو پیش کو جمالِ مُحَمَّد کے ٹھنڈے میٹھے چشموں کی روانی سے سیراب کرتا رہے۔

جذبۂ عشق ایک لازوال جذبہ ہے۔ یہ مشکل، پیچیدہ اور انجان راستوں کا سفر ہے۔ یہ جذبۂ عشق ہے جو دلوں کی تطہیر کر کے روح کو پاکیزگی عطا کرتا ہے۔ کہیں کتاب کے اسرار کھول کر فرد کو علم کی وادیوں کا مسافر کر دیتا ہے کہیں میں سے تو تک کے راز افشا کر کے عرفان کی منزل سے سرافراز کرتا ہے اور کبھی من میں ڈوب کر سراغ زندگی پا جانے

کا درس دے کر صوفیاء کے آستانوں تک لے جاتا ہے۔

عشق رسولؐ کا مرحلہ ان میں سب سے مشکل بھی ہے اور آسان بھی۔ یہ عقیدت کے ایسے راستوں کا سفر ہے جہاں عاشق اپنی شخصی انا سے باہر ایک نئی منزل کے نشان تراشتا ہے۔ ایسی منزل جس کو پالینے کی تمنا تو شاید ہر پاکیزہ دل میں بستی ہے لیکن اسے پالینا ہر ایک کے بس کی بات نہیں۔ اس راستے کا تو مسافر ہو جانا ہی منزل ہے۔ گردِ راہ ہو جانا ہی مقام کو پالینا ہے۔

عشقِ رسول کی اس منزل کے مسافر کئی صدیوں سے اولیاء، صوفیاء اور اکابرین رہے ہیں۔ یہی عشق جب اشک ہائے عقیدت کی صورت خامۂ قلب سے قرطاسِ ہستی پر منتقل ہوتا ہے تو نعت کے مہکتے گلابوں کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔

نعت انبیاء اور اکابرین امت کی سنت ہے۔ جب خلیل اللہؑ نے اپنی نسل سے ایک برگزیدہ اور پاکیزہ نبی کو مبعوث کرنے کی دعا فرمائی تو نعت ہوئی۔ روح اللہ نے اپنے حواریوں کو عرب کی سرزمین سے ایک رسولؐ کی بعثت کی بشارت دی تو نعت ہوئی۔ آقا کے جدامجد غالب بن لوئی نے جب اللہ سے آقائے نامدار کو اپنی دعاؤں میں مانگا تو نعت ہوئی۔ جب حضرت آمنہؓ نے اپنے جگر گوشے کے حسنِ لازوال کو لفظوں کے گہر ہائے آبدار میں پرویا تو نعت ہوئی۔

جناب عبدالمطلبؑ نے فخر سے اپنے پوتے کو محمدؐ (تعریف کیا گیا) کا نام دیا تو نعت ہوئی۔ جناب ابو طالب مکہ والوں کے آگے بھتیجے کی حفاظت میں سیسہ پلائی ہوئی دیوار بنے تو نعت ہوئی۔ ورقہ بن نوفل نے انجیل مقدس سے نبی پاکؐ کی بعثت کی بشارت دی

تو نعت ہوئی۔ جناب خدیجۃ الکبریٰ نے آمدِ وحیِ اول پر سرکار کو تسلی و تشفی دی تو نعت ہوئی۔ حضرتِ صدیق نے سفرِ معراج کی اعلانیہ قسم کھاکر گواہی دی تو نعت ہوئی۔ آلِ یاسرؓ نے آقائے دو جہاں کی زبان سے نکلے توحیدی پیغام کی شہادت دیتے ہوئے جامِ شہادت نوش کیا تو نعت ہوئی۔ جنابِ حسان نے کفار کے طعن و تشنیع کے جواب میں کائنات کی سب سے برگزیدہ شخصیت کا قصیدہ کہا تو نعت ہوئی۔

معین الدین چشتی اجمیری، علی ہجویریؒ، بختیار کاکیؒ، نظام الدین اولیاءؒ سے لے کر محسن، غالب، امیر مینائی، احمد رضا خان اور اقبال سب اسی راہ کے مسافر ہیں جہاں گردِ راہ ہو جانا ہی مقام پالینا ہوتا ہے۔ نعت کا سفر ازل سے جاری ہے اور ابد تک جاری رہے گا گویا نعت سوچ بھی ہے، لفظ بھی اور عمل بھی۔

نعت گوئی کے اس بڑے کاروان میں ہر نئی منزل پر نئے مسافر شامل ہوتے ہیں۔ اپنے اپنے انداز اور رنگ سے لفظوں کے مہکتے پھول اس بارگاہِ عالیہ میں پیش کرتے ہیں جہاں اخلاص کے ساتھ پیش کیا گیا تحفہ درود و سلام کبھی رد نہیں ہوتا کہ میرے آقا رحمت للعالمین ہیں تمام جہانوں کے لیے رحمت۔

حضرت سیّد شاکرُالقادری چشتی نظامی بھی اسی کاروانِ ذی شان کے ایک مسافر ہیں۔ عقیدتِ رسول سے سرشار، اتباعِ سنت ان کا شعار، سنتِ رسول اور سیرتِ پاک کو حرزِ جان بنائے رکھنے کا جذبہ ان کی نعت گوئی کی خشتِ اول ہے۔ وہ چراغِ حرف کو آفتابِ معنی میں ڈھالنے سے آشنا ہیں۔ یہ فن خام ہوا گر اس میں عقیدت کی سپردگی شامل نہ ہو لیکن شاعر موصوف کے ہاں سیرت آشنائی کا عمل یوں ادب کے سانچے میں ڈھلتا ہے کہ ہر مصرع

رنگوں کی کہکشاں میں ڈھل جاتا ہے۔ سیّد شاکرُ القادری چشتی نظامی نعت کہتے ہی نہیں نعت کے ساتھ جیتے ہیں جب کہیں سفرِ زیست میں مشکل مقام آیا، انہوں نے درود و سلام اور نعت پاک کو اپنا رہبر بنالیا اور ماہتابِ عشقِ رسول کے اجالوں سے خود کو روشن کر لیا۔

مجھ کو تو مار ہی ڈالا تھا عدو نے آقا
گر ترا نام نہ میں اپنا سہارا کرتا
یارب کوئی دریچہ کوئی در دکھائی دے
ظلمت زدوں کو ماہِ منور دکھائی دے

سیّد شاکرُ القادری چشتی نظامی نے صاحبِ نعت کی محبت کو کچھ ایسے حرزِ رگِ جاں کیا کہ پھر انہیں کسی اور در پر جانے کی ضرورت ہی محسوس نہیں ہوئی۔ حمد و نعت کی اس عظیم الشان سلطنت میں کیا داخل ہوئے کہ پھر واپسی کی حاجت نہیں رہی۔ زمینِ غیر سے ہجرت کر کے آنے والے نے اسی بستی کو اپنا وطن بنالیا۔ یہ توفیق خداوندی تھی کہ احساس کی اس بالکل مختلف دنیا میں انہوں نے سنگِ اجنبیت کو درود و سلام کی ضرب سے پاش پاش کر دیا اور ایسا کیوں نہ ہوتا کہ حبیب خدا سرکار مدینہ کی خاص نظر کرم نے انہیں اس سلطنت نعت میں رہائش کا پروانہ جاری فرمایا۔ شاکر القادری نعت کی بستی کے مہاجر نہیں بلکہ مقیم ٹھہرے۔

دیارِ نعت میں خیمہ لگائے بیٹھا ہوں
مقام اہلِ سخن میں ہے محترم اپنا
حضور! مدح تو لکھی ہے دیدۂ تر نے
سخن کو تاب کہاں ہے کہاں مجال ہنر

اتر رہا ہے کئی نعت کے دیے لے کر
مکانِ دل کے دریچے میں شام کا موسم

سرکارِ دوعالم، سرورِ کائنات مصطفی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عشق نے انہیں وہاں بھی سنبھالے رکھا جہاں تنہائی اور تیرگی کا احساس دل سے امید و رجاء چھین لیتا ہے۔ زندان کی تنہائی اور ناامیدی کے اس پرفتن عہد میں سیّد شاکرُالقادری چشتی نظامی نے آقا کی محبت، مطالعۂ سیرت اور نعت پاک کو اپنا شعار بنا لیا۔ ہر ہر لمحہ سرکار کی حمد و ثنا کی اور استغاثہ پیش کیا۔ اپنے درد کی دوا انہوں نے بھی اسی در سے طلب کی جہاں سے ہر دکھی دل کو پیغامِ شفا ملتا ہے وہ صاحبِ نعت کے حضور اپنے کانپتے جذبوں، لرزتے ہونٹوں، نم ناک آنکھوں اور اپنی بے کسی کو لے کر حاضر ہو جاتے۔ سرکار کے حضور درود سلام کی نذر پیش کرتے اور اس بارگاہ میں اپنا سوال رکھ دیتے جہاں سے کوئی سوالی خالی واپس نہیں جاتا وہ پہروں محبت و عقیدت کے اس گلستان سے رنگ و بو کشید کرتے اور ہر بار صاحب علم و حکمت اس مداح کو اذنِ نعت کا پروانہ عطا فرما دیتے یوں قید و بند کی یہ صعوبتیں ایک الگ ہی جہان کے سفر کا پیش خیمہ بن گئیں شاکر کے لیے قفس قفس نہ رہا۔ گلزار ہو گیا۔

دعائے نعت کا یہ سلسلہ دراز ہوتا چلا گیا سحاب کرم سے بارانِ نور کا یہ منظر اس طرح وسیع ہوا کہ اس منظر نے زندان کی ساری کلفتوں کو اپنے حصار میں لے لیا اور نعت در نعت، یہ پیکرِ عشق رسول مجموعۂ حمد و نعت کی صورت میں آج ہم سب سے عشق نبی کی ایسی داستان کہہ رہا ہے جو کہیں کہیں اور کبھی کبھی سننے میں آتی ہے۔ استغاثہ قبول ہوا اور کلفت زنداں، نعمت آزادی بن کر رب کی بارگاہ سے رحم و کرم کے حصول کا وسیلہ بن گئی۔

تو ان کا نام وسیلہ بنا کے دیکھ ذرا
درِ قبول پہ ہوگی تری دعا روشن

کھلا ہے دشتِ تخیل میں ایک سبز گلاب
امڈ کے آیا ہے ابرِ بہار کا موسم

قفس میں بھی تری مدحت نے شاد رکھا ہے
وگرنہ کون یہاں ہے شریکِ غم اپنا

فضائے شہر مدینہ کریم ہے کتنی
کھلے ہیں پھول مری خار زار آنکھوں میں

پرائے گھر کا اجالا نہیں ہے یہ شاکر
یہ روشنی مرے دل سے نکل کے آتی ہے

استغاثہ ان کے ہاں مدد کی پکار میں ڈھلا اور اشکوں کی رم جھم نے کیفیات کو مجسم کر دیا منظر دیکھیے۔

اے خیر خواہِ خلق، حبیب صمد، مدد
قربان میں نثار، مرے اب و جد، مدد

میں نرغۂ غنیم میں زخموں سے چور ہوں
حاصل کوئی کمک، نہ بہم ہے رسد، مدد

دھندلا رہا ہے میرے تشخص کا آئنہ
تحلیل ہو رہے ہیں مرے خال و خد، مدد
دل میں کوئی چراغ، کوئی داغ چاہیے
تاریکیاں بہت ہیں درونِ لحد، مدد

سیّد شاکرُالقادری چشتی نظامی کے ہاں نعت برائے فن نہیں برائے زندگی ہے۔ وہ نعت پاک میں کیفیات کو تصویر کرنے کے فن سے آگاہ ہیں۔ مذہبی ادبیات میں عمومی طور پر اور مذہبی شاعری میں خصوصاً عمدہ، اعلیٰ اور آفاقی تخلیقات میں ایک صفت مشترک ہوتی ہے کہ ان تخلیقات کے منصۂ شہود پر آنے میں فن شعور اور لاشعور کے درمیان سفر کرتا ہے۔ کوئی بھی اعلی تخلیق صرف شعوری کوشش سے وجود میں نہیں آسکتی۔ بڑا شعر صناعی سے تخلیق نہیں ہو سکتا۔ خیال ذہن کے شعوری حصے سے نیم شعوری اور پھر لاشعوری حصے کی طرف متحرک رہتا ہے یوں کہا جا سکتا ہے کہ ہر اعلی تخلیق نیند اور بیداری کے درمیان کسی مرحلے پر وجود میں آتی ہے۔ کروشے نے شاید ایسے ہی کسی مرحلے کے متعلق کہا تھا۔

"فن وجدان یا تاثرات کے اظہار کے سوا کچھ بھی نہیں وجدان اس وقت فن بنتا ہے جب روح اس میں غرق ہوتی ہے تاکہ مکمل معرضِ اظہار وجود میں آسکے۔"

عالمِ وجدان کی یہ دنیا سچ اور جھوٹ کے احساس سے ماورا ہوتی ہے لیکن اس دنیا میں حسن کا احساس ضرور ہوتا ہے۔ یہی وجدان اعلی ادبی تخلیقات کی تشکیل کرتا ہے اور اسلوب کو شاعر کی تخلیقی دنیا سے ہم آہنگ کرتا ہے۔

سیّد شاکرُ القادری چشتی نظامی کے ہاں بھی دورانِ تخلیق موجود سے ناموجود اور شعور سے لاشعور کی جانب سفر کا رجحان موجود ہے۔ عمومی سطح پر وہ تاثر کی تشکیل کرتے ہیں اور استعارات کو تصویر کاری کے لیے استعمال کرتے ہیں استعارات کے وسیلے سے تاثر کی پیشکش بعض مقامات پر قوسِ قزح کے رنگ بکھیر دیتی ہے۔

کھلے ہیں شاخِ تمنا پہ چند پھول نئے!
جبیں پہ جن کے کئی شبنمی ستارے ہیں

تحیر نے تخیل کو مرے تصویر کر ڈالا
اگر یہ مرحلہ سر ہو تو شاید نعت کہہ پاؤں

دیارِ فکر کے روشن ہوئے ہیں بام تمام
فضائے خیمۂ ہستی ہے مشک فام تمام

نعت کہنے کو مچلتے ہیں گہر اشکوں کے
میری پلکوں پہ عجب انجمن آرائی ہے

اعلیٰ اور آفاقی شاعری میں استعارہ علامت میں ڈھل کر کیفیات کی ترسیل کرتا ہے۔ استعارہ کہیں تیسری یا چوتھی منزل پر جا کر علامت کی شکل اختیار کرتا ہے۔ علامت اسی لیے آفاقی شاعری کا حصہ تصور ہوتی ہے کہ یہ ٹھوس اور مجرد صورت میں فن کار کو ماضی، حال، مستقبل اور ماورائیت کے درمیان تمثیل کاری کا موقع دیتی ہے اور ایسا کلام قاری یا سامع کی جذباتی

سطح کے بجائے فکری سطح کو مس کرتا ہے۔

سیّد شاکرُ القادری چشتی نظامی کے ہاں بھی کئی مقامات پر علامت کے ذریعے منظر کی تشکیل کی مثالیں موجود ہیں۔ اگرچہ یہ عمل بہت کم ہے تاہم بعض اشعار اعلیٰ سے آفاقی کی جانب راستہ بناتے نظر آتے ہیں۔

عالم ہست و بود میں عکس ترے بکھر گئے
صبح ازل سنور گئی دیکھ کے آئینہ ترا

عالم خواب میں اتر شہرِ خیال سے گزر
میرا حریم دل بھی ہو کاش کہ راستہ ترا

وہ جس جمال کے پرتو سے آئینے چمکے
مہ تمام اسی سے ہوا ہلالِ ہنر

سیّد شاکرُ القادری چشتی نظامی کے ہاں فارسی زبان سے محبت اور اس زبان و ادب سے ایک علمی سطح کا لگاؤ نمایاں ہے۔ ان کے ہاں الفاظ کا شکوہ، تراکیب کی ندرت اور زبان و بیان کی عالمانہ شان انہیں اس میدان میں معاصرین سے منفرد اور مختلف قرار دیتی ہے۔

برنگِ بادِ صبا سوئے مرغزار بیا
کشادہ گیسوئے مشکیں بہ لالہ زار بیا

سیّد شاکرُ القادری چشتی نظامی کی شاعری میں جابجا بحیثیت مسلمان اپنے تشخص کے مٹ جانے

کی فکر انہیں روایت سے جدیدیت کی جانب رواں رکھے ہوئے نظر آتی ہے۔ جدیدیت کا ایک اہم نکتہ اپنی جڑوں کی تلاش اور بحیثیت فرد اپنے تشخص کی پہچان ہے۔شاکرالقادری مسلم امہ کی موجودہ حالت کے حوالے سے اپنی پہچان کے مٹ جانے کے غم میں مبتلا نظر آتے ہیں اور آقا کریم کے حضور بحیثیت نمائندہ امت استغاثہ پیش کرتے نظر آتے ہیں۔

دھندلا رہا ہے میرے تشخص کا آئینہ
تحلیل ہو رہے ہیں مرے خال و خد مدد

سیّد شاکرُالقادری چشتی نظامی کے ہاں نعت کا سفر افقی نہیں بلکہ عمودی ہے۔ان کے ہاں استعارہ آسمانی اور کائناتی مظاہر فطرت سے تشکیل پاتا ہے۔تشبیہات کی تراش اور استعارات و علائم کے متشکل ہونے میں وہ معروض ہو جاتے ہیں یوں ان کے ہاں فن جذبے اور فکر کے درمیان اپنا راستہ بناتا ہے۔ان استعارات و علائم کی دنیا میں حمد و نعت کا یہ سفر ندرت خیال اور وسعت معنی کی ایسی کائنات رنگ و نور کا سفر بن گیا جہاں حسن و ادراک، عشق و عقیدت، خیر کثیر اور عجز ذات کے سنگ ہائے میل جا بجا نظر آتے ہیں۔

تو ہے مُحَمَّدؐ و محمود و حامد و احمد
بنے ہیں حمد کے صیغے سے تیرے نام تمام

چراغ نور، سرِ طور روشنی بانٹے
حریم نور میں مٹی کا ہے دیا روشن

سید صاحب کی کائنات نعت میں عرفان ذات اور مظاہر فطرت یکجا نظر آتے ہیں۔

وہ اپنے اس شعری سفر میں جدیدت سے مابعد جدیدیت کی جانب آگے بڑھتے نظر آتے ہیں۔ وہ روایت سے جدیدیت اور مابعد جدیدیت کے درمیان متحرک نظر آتے ہیں۔ شاعر موصوف کے ہاں ذات کے دکھ فرد سے اجتماع کی جانب سرگرم سفر ہوتے ہیں۔ ان کا استغاثہ فرد واحد سے آغاز ہوتا ہے اور پھر کب وہ میں سے ہم ہو کر اس بڑی نعت کائنات میں مدغم ہوتے ہیں، خبر ہی نہیں ہوتی۔ اپنی ذات کے کرب سے نکل کر کائنات کی تسخیر کا حصہ بن جانا ہی مابعد جدیدیت کی جانب قدم بڑھانا ہے جو ہمیں محترم کی نعتیہ شاعری میں جا بجا نظر آتا ہے۔ میں سے اجتماع کی جانب اس سفر میں قاری ان کے مناجات کا حصہ اتنی خاموشی سے بنتا ہے کہ ایک اجتماعی دعا کا سا تاثر پیدا ہو جاتا ہے۔ جس طرح اجتماعی دعا میں کہی گئی ہر آمین دعا کا حصہ بن کر کیفیت میں اضافہ کرتی ہے بالکل ایسے ہی نعت میں ذات سے کائنات کی جانب ان کا ہر قدم اجتماعی تاثر میں اضافے کا پیش خیمہ بنا جاتا ہے۔

ہے احترام بہت نسبت و تعلق کا
جو تیری آنکھ کے تارے ہیں وہ ہمارے ہیں

کرم کرم کہ دلِ ناتواں میں تاب نہیں
ہجوم غم کی ہے یلغار سید ابرار

مدد مدد کہ زبوں حال ہے تری امت
ہے کفر درپئے آزار، سید ابرار

اردو نعت میں آزاد نظم کی ہیئت ایک منفرد مگر مشکل ہیئت ہے کہ اس میں کلام کہتے ہوئے شاعر کو الفاظ و تراکیب اور تشبیہات و استعارات سے آگے بڑھ کر تجرید کی گھاٹیوں میں بھی اترنا پڑتا ہے۔علامتوں سے مناظر کی عکس بندی کرنی پڑتی ہے۔آزاد نظم اپنی روانی، بحر اور وحدت تاثر سے عبارت ہے۔سیّد شاکرُالقادرؔی چشتی نظامی کے مجموعہ حمد و نعت میں "واللیل اذا عسعس" اور "نہج البلاغہ" اس کی عمدہ مثالیں ہیں اس کے علاوہ درود تاج کا منظوم اردو ترجمہ بھی آزاد نظم کی شکل میں موجود ہے جو اپنی روانی اور انتخاب الفاظ و تراکیب میں ایک خاصے کی تخلیق بن گئی ہے۔اس ہیئت میں ان کی یہ نعتیہ نظم ان کی قادر الکلامی کا ثبوت ہے۔ وحدت تاثر کو متاثر کیے بغیر انہوں نے درود پاک کی خوشبو کو جس طرح کلام میں شامل کیا، وہ متاثر کن بھی ہے اور قابل تحسین بھی:

وہ نام نامی

جو رفعت کی اک علامت ہے

بلندیوں کے جزیرے کی سبز پیشانی

وہ نام ارفع و اعلی

بلند و بالا ہے

وہ اسم جس پہ شفاعت بھی ناز کرتی ہے

وہ ایک نقش جو لوح و قلم کی زینت ہے

الٰہی ان پہ درود و سلام بھیج مدام

سیّد شاکرُ القادری چشتی نظامی کی نعت مبارک کا معنیاتی آہنگ قرآن و سنت، احادیث اور سیرتِ پاک سے عبارت ہے، قرآن کا گہرا مطالعہ، سیرتِ پاک اور احادیثِ مبارکہ سے فکری موتیوں کا چناؤ ان کی نعت کو معاصر نعت سے ان معنوں میں منفرد بناتا ہے کہ ان کے ہاں جدت طرازی سے پیدا کردہ ابہام کی جگہ ایک مکمل یقین اور فکری مضبوطی موجود ہے وہ کبھی نعت کہتے ہوئے کسی بھی لمحے کسی فکری پیچیدگی یا جذباتی تنہائی کا شکار نہیں ہوتے کہ ہر ہر لمحہ آقا کی محبت ان کے ہمراہ رہتی ہے۔نعتِ مبارک میں سیرت کے مضامین، قرآنِ پاک کی آیات کے مفاہیم اور احادیث مبارکہ کے روشن نقوش ان کے علمی فراز اور دین کے گہرے مطالعے کے غماز ہیں۔ قرآن و حدیث کے مفاہیم پر مشتمل یہ نعتیہ شاعری قوت، مسرت اور انبساط کا ایک ایسا سرچشمہ بن گئی ہے جو اپنے قاری یا سامع کو بھی اسی تجرباتی منظر تک لے جاتی ہے جس سے دورانِ تخلیق خود تخلیق کار گزرا۔شاید ایسی ہی شاعری کے لیے معروف نقاد آرنلڈ نے کہا تھا:

"بہترین شاعری۔ہمیں جستجو ہے تو اسی کی۔ بہترین شاعری میں ایک اعجاز ہے جس سے ہماری دنیا بنتی ہے، جو ہمارا سہارا بھی ہے اور انبساط کا سبب بھی اور یہ سہارا اور انبساط ہمیں اور کہیں میسر نہیں۔" (اردو شاعری پر ایک نظر (پیش لفظ)، کلیم الدین احمد)

آرنلڈ کے یہ الفاظ بہترین شاعری کی جستجو اور اس سے پیدا ہونے والی مسرت کے متعلق ہیں لیکن غور کریں تو یہ الفاظ عمومی سطح پر مذہبی شاعری اور خصوصی طور پر تمام مدحیہ شاعری سے متعلق محسوس ہوتے ہیں۔ سیّد شاکرُ القادری چشتی نظامی کی نعتیہ شاعری پر یہ الفاظ مکمل

صادق آتے ہیں کہ ان کی نعتیں پڑھ کر مسرت و انبساط کی جو کیفیت پیدا ہوتی ہے اس کی مثال ممکن نہیں ہے۔ نعتیہ اشعار کے پڑھنے یا سننے سے اگر اچھائی، خیر اور نیکی کا احساس اور حسن ازلی کا ادراک حاصل ہو تو شاعری ایک نہ ختم ہونے والی مسرت پیدا کرتی ہے اور یہ سیّد شاکرُالقادری چشتی نظامی کی حمدیہ و نعتیہ شاعری کا خاصا ہے۔

خوشبوؤں کو اگر قلم کرتے
اور قرطاس جاں بہم کرتے

ہوتی قوسِ قزح جو رشنائی
ہم بھی نعت نبی رقم کرتے
اک تمنائے دست بوسی میں
کر رہی ہے ابھی وضو خوشبو

وہ جس کا مرکز علم و عمل مدینہ ہو
اسے نہیں کوئی اندیشۂ زوالِ ہنر

سیّد شاکرُالقادری چشتی نظامی کی تخلیقات میں تخیل سے حقیقت کا سفر دو طرفہ کیمیائی (Reversable Chemical Reaction) کی طرح وقوع پذیر ہوتا ہے۔ اس پہلو کو سمجھنے سے پہلے معروف ناول نگار گارشیا گبریلا مارکیز کا ایک جملہ دیکھیے:

"میں تخیل کو حقیقت کی تخلیق کا ذریعہ سمجھتا ہوں اور یہ کہ تخلیق کا سرچشمہ آخری تجزیے میں حقیقت ہی ہے۔"

نعت کا سفر حقیقت کی سرزمین سے تخیل کی جانب سفر ہے لیکن شاکرالقادری کے ہاں یہ دو طرفہ ہے۔ ان کا تخیل انہیں حقیقت کے روشن استعاروں، قرآن حکیم، احادیث، سیرت پاک اور سنت رسول کی جانب فکر کے موتی چننے کے لیے لاتا ہے اور وہ ہدایت کے ان عظیم منابع سے اجالا حاصل کر کے واپس تخیل کی جانب محو سفر ہو جاتے ہیں۔ ایسا دوران تخلیق شعور سے لاشعور کی جانب متحرک ہونے کے دوران ہوتا ہے۔ دورانِ تخلیق شعور سے لاشعور کی جانب سفر دراصل حقیقت اور تخیل کے درمیان دو طرفہ سفر کی علامت بن کر ابھرتا ہے جو انہیں معاصرین میں فکری سطح پر منفرد کرتا ہے۔

صدا و صوت نے تجھ سے گداز پایا ہے
تجھی سے لفظ و معانی کا آئنہ روشن

ترے جمال کے رنگوں سے جو فروزاں ہو
وہی ہے رنگِ ہنر معتبر نگاہوں میں

سیّد شاکرُالقادری چشتی نظامی کے ہاں حمد، نعت، سلام، مناقب تمام ہی رنگ روشن ہیں۔ وہ نعت کو مرکز بناتے ہیں لیکن نعت کے ہمراہ حمد، سلام اور منقبت کے اشعار بھی کہتے ہیں۔ حمد و نعت و درود کے عنوانات سے ایک حمدیہ و نعتیہ کے اشعار دیکھیں۔ ایک ہی بحر اور قوافی و ردائف کے نظام میں فکری طور پر مختلف اشعار دیکھیے جو سید موصوف کی قادر الکلامی کا بین ثبوت ہیں

ترے ہی حکم سے ترتیب ہے عناصر میں
ترے ہی اذن سے قائم ہے اعتبار وجود (حمد)

وہ جس کی سیرت اطہر ہے رہنمائے جہاں
وہ جس کا اسوۂ کامل ہے خلق کی بہبود (نعت)

"حسین منی" کے رمز آشنا یہ جانتے ہیں
ترے لہو سے ہوئی خاکِ کربلا روشن

خیر النساء ہو یا علی یا کہ حسن، حسین ہوں
رنگ میں آب تاب میں ہر گلِ تر جدا ترا

میں محترم سیّد شاکر القادری چشتی نظامی کو اس خوبصورت نعتیہ مجموعے کی اشاعت پر مبارک باد پیش کرتا ہوں اور مستقبل میں ان کی جانب سے مدحِ سرکار میں ایسی کئی کاوشوں کی امید رکھتا ہوں۔

ڈاکٹر کاشف عرفان
اسلام آباد

سیّد شاکرُ القادری چشتی نظامی کی نعت نگاری اُن کی پختہ فکر، زیرک نگاہی، عالمانہ بصیرت، دانش افروز تفقہ فی الدین، جذبۂ حبِ نبیؐ و مہرِ علیؑ کی فراوانی کے ساتھ درد و سوز کی کیفیات پر مبنی اُن شعوری منازل کی غماز ہے جہاں ان کا ہر ہر مصرع بزبانِ حال یہ کہتا سنائی دیتا ہے کہ

باخدا دیوانہ باش و با محمدؐ ہوشیار

سیّد شاکرُ القادری چشتی نظامی کے نعتیہ کلام کے مطالعہ سے ان کے عربی فارسی رجحانات سمیت قرآن و سنت سے گہری وابستگی کے بھی واضح شواہد ملتے ہیں۔ اکابرین شعر و ادب کی معروف زمینیں بھی خوش اُسلوبی سے برتی گئی ہیں۔ تضمین نگاری کا حق بھی کمالِ فہم کے ساتھ بطریق احسن ادا کیا گیا ہے۔ فنی لحاظ سے بھی سیّد شاکرُ القادری چشتی نظامی کی نعت نگاری مضامین کے تنوع میں تخلیقی تجربے اور اعلیٰ تلازماتی خصوصیات کی حامل ہے۔ یعنی بعض بھاری بھرکم الفاظ کی پرشکوہ وجاہت کے باوجود بیانیہ کی سلاست و روانی سے بھرپور ایک ایسا فصیح و بلیغ کلام جو معنوی تسلسل کی رَو میں خوش آہنگ قوافی سے مزین بھی ہے اور حقیقی مشتاقانِ بارگاہِ رسالتؐ کے لیے سامانِ حلاوت و تسکین باطنی بھی۔

بلاشبہ سیّد شاکرُ القادری چشتی نظامی وہ عندلیبِ چمنستانِ نعت ہے کہ جس کی نغمہ پردازیوں سے فضائے مدحت تادیر سرشار رہے گی۔ جس پر ہم تہِ دل سے اپنے ممدوحِ مکرم کو ہدیۂ تہنیت و تبریک پیش کرتے ہیں۔

علامہ خالد رومی نظامی ۔ راولپنڈی

میں قادری بھی ہوں چشتی بھی ہوں، بحمد اللہ
فروغِ نعت مرا مرکزی حوالہ ہے

سیّد شاکرُ القادری چشتی نظامی صاحب کا یہ شعر ان کا خاصا جامع تعارف پیش کرتا ہے۔ نعت گوئی ان کا شعار اور نعت کا فروغ ان کا نصب العین ہے۔ چنانچہ اٹک سے شائع ہونے والے ان کے سہ ماہی مجلے کا نام ہی "فروغِ نعت" ہے۔

نعت گوئی میں جذبے کا وفور اور شعر کے فنی تقاضوں کا شعور اساسی طور پر درکار ہوتے ہیں۔ شاکر صاحب کا کلام ان دونوں جہتوں سے کامیاب ہے۔ لفظوں کا در و بست اور تلازمات کا قرینہ ان کی مشاقی اور قادر الکلامی کا آئینہ دار ہے۔ جابجا ابھرنے والی تلمیحات اور اشارات ان کی وسعت مطالعہ اور قرآن و حدیث نیز روایات سیرت سے ان کی گہری دلچسپی کا سراغ دیتے ہیں۔ کئی اور اہم نعت گو شعرا کی طرح شاکر صاحب بھی شوقِ غزل کو ذوقِ نعت میں ڈھالنے کے قائل ہیں۔

علاقہ مندی جو ہو جائے نعت سے اس کو
کچھ اور ڈھب سے غزل پھول پھل کے آتی ہے

اردو کے ساتھ ساتھ انہیں فارسی کی فنی روایت سے بھی شغف ہے جس کا ثبوت غالب کی زمین میں ان کی فارسی نعت سے ملتا ہے۔

شاکر صاحب جادۂ نعت پر اپنے اولین مجموعے کا چراغ روشن کر کے نہ صرف صاحبانِ علم و فن سے داد و تحسین سمیٹ چکے ہیں بلکہ قومی سیرت ایوارڈ کے مستحق بھی قرار پائے ہیں۔ اب انہوں نے، چراغ سے چراغ جلاتے ہوئے یہ دوسرا مجموعہ دنیائے نعت کو عطا کیا ہے۔ اس گلدستۂ تازہ کی اشاعت پر میں ان کی خدمت میں ہدیۂ تبریک پیش کرتا ہوں۔

ڈاکٹر خورشید رضوی

AlQalamPublications AlQalamPublications
+923334693170, +923215238033, +923475100111
alqalampublicationspk@gmail.com www.alqlm.org